بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ بدر قادیان

مسیح موعود نمبر

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 10/11

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

5/12 ذیقعدہ 1418 ہجری / 5/12 امان 1377 ہش / 5/12 مارچ 1998ء

اخبار احمدیہ

لندن 5 مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی و ناصر ہو اور معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے

حضور فرماتے ہیں: ”آخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔“ [لیکچر سیالکوٹ مطبوعہ 1904ء]

”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور جیسا کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۔۸ مطبوعہ 1901ء)

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“ (الوصیت صفحہ ۱۰۔۱۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دعوۃ الی اللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دین کے احیاء اور قیام شریعت کیلئے مبعوث فرمایا آپ کی فطرت میں شروع سے ہی اس کیلئے ایک لو لگی ہوئی تھی بچپن سے ہی آپ کو اعلائے کلمۂ اسلام کا جوش ودیعت کیا گیا تھا۔ رات عبادت میں گزرتی تھی تو دن اس فکر میں کہ اسلام کو دیگر مذاہب پر غالب کر کے دکھایا جائے اس کے لئے آپ دوسرے مذاہب کی کتب اور اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کو ہمیشہ پڑھتے رہتے بلکہ انہیں جمع بھی کرتے آپ فرماتے ہیں۔

"میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضات پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو متذبذب اور متاثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔

(حیات احمد جلد اول مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ)

آپ آنحضرت ﷺ کی طرح تنہائی پسند تھے اور اکثر تلاوت کرتے مضامین کا گہرائی سے مطالعہ کرتے اور مسلمانوں کی بدحالی کو دیکھتے ہوئے خدا کے حضور گریاں رہتے اکثر مسجد کے کسی کونے میں محو مطالعہ رہتے دین اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کو اکٹھا کرتے اور ان کے جواب تیار کرتے اور جب بھی موقع ملتا خواہ کسی مذہب کا پیرو ہو اس کو اسلام کے محاسن اور کمالات سے آگاہ فرماتے اور ان کے اعتراضات کا جواب دیتے اس سلسلہ میں آپ کو شروع میں متعدد مباحثات و مناظرات بھی کرنے پڑے۔

زمینداری کے مقدمات اور دوسرے کاموں میں مصروفیات کے باوجود آپ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے ایک جوش تھا جو آپ کے سینہ میں اٹھتا تھا۔

آپ نے تبلیغ اسلام اور دعوۃ الی اللہ کیلئے اخبارات میں بھی مضامین نکالنے شروع کئے اور بالآخر براہین احمدیہ جیسی عظیم الشان کتاب ۱۰۰۰۰ روپے کے انعامی چیلنج کیساتھ شائع فرمائی اور اسلام کے زندہ اور کامل مذہب ہونے کے زبردست دلائل کے ساتھ دیگر ادیان کی خامیوں کا بھی اعلان فرمایا۔

آپ نے دعوۃ الی اللہ کیلئے تحریری و تقریری۔ نظم و نثر عربی اور فارسی۔ کتب تحریر کر کے کماحقہ فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ آپ کی تحریرات ایسی پر شوکت و زندہ جاوید ہیں کہ تاریخ اسلام میں اس کی کوئی نظیر نہیں خود مسلمانوں کے غلط عقائد کی تردید فرماتے ہوئے حکم وعدل کی حیثیت سے صحیح عقائد پیش فرمائے۔ دیگر مذاہب کو چھوڑئے خود مسلمان بھی بہت سی ایسی بدرسوم و بد عقائد میں مبتلاء تھے کہ اسلام کی طرف دیگر ادیان کا متوجہ ہونا تو کیا خود مسلمان بھی اسلام سے بے زار ہوتے جا رہے تھے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس رنگ میں اسلام کی خدمت و تبلیغ کی کہ آپ کے مخالفین بھی آپ کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے۔ الغرض آپ کی حیات طیبہ کا لحہ لحہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اعلائے کلمہ اسلام میں گذرا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے ! سلطاں کامیاب و کامگار
شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

درج ذیل تحریرات آپ کے دعوۃ الی اللہ کے جوش اور ہمدردی بنی نوع انسان کی عکاسی کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ اور اس کی بے انتہا قدرتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

قرآن مجید کے زندہ کتاب اور آنحضرت ﷺ کے زندہ رسول ہونے کا پر شوکت اعلان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال والے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔۔۔ نجات یافتہ کون ہے ؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ (کشتی نوح)

تبلیغ اسلام کیلئے جہاں آپ نے زبانی مباحثات و مناظرات کئے اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کرائے۔ خود ۸۰ سے زائد معرکۃ الآراء کتب تصنیف فرمائیں اسی طرح خطوط لکھکر انعامی اشتہارات کے ذریعہ سے بھی اس فریضہ منصبی کو سر انجام دیا اور اس کے لئے اپنی جان اپنا وقت اور مال و جائیداد سب وقف کر دی۔ سچے خدا کا پتہ دیتے ہوئے اپنی کتاب اربعین میں فرماتے ہیں۔

میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جس سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے **سچا خدا**۔ اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنی نوع سے محبت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں اسلئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔۔ اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر ہے اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کرنے اور آپ کی منشاء کے مطابق دعوۃ الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

ضروری اعلان

...... از طرف دار القضاء قادیان ......

مسمی ایم سلیم صاحب ولد یو کے احمد صاحب آف لمبالائن پورٹ بلیئر انڈیمان آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی اہلیہ طاہرہ بیگم صاحبہ بنت غلام احمد صاحب ساکن پورٹ بلیئر نے دار القضاء قادیان میں درخواست دی ہے کہ آپ عرصہ پانچ سال سے مفقود الخبر ہیں۔ لہذا آپ جہاں کہیں بھی ہوں دار القضاء قادیان سے ایک ماہ کے اندر اندر فوری رابطہ کریں۔

اگر کسی صاحب کو ایم سلیم صاحب ولد یو کے احمد صاحب کے متعلق علم ہو تو اولین فرصت میں ان کے ایڈریس سے نظامت دار القضاء قادیان کو مطلع فرمائیں

(منیر احمد خادم۔ قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خطبہ جمعہ

رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۲۶ر دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۶ر فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

شَهرُ رَمَضَانَ الَذِی أُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ. ھُدًی لِلنّاس وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدیٰ وَالفُرقَانُ.
فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشّهرَ فَليَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِيضاً اَو عَلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرْ .
يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ اليُسْرَ وَ لاَ يُرِيدُ بِكُمُ العُسْرَ . وَلِتُكمِلُوا العِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلیٰ مَا هَدٰكُمْ
وَ لَعلَكُمْ تَشْكُرُونَ. وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ .اُجِیبُ دَعوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.
فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (سُورة البقره ۱۸۶ تا ۱۸۷)

اب رمضان میں داخل ہونے سے پہلے یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ جو رمضان کے بغیر جمعے آتے ہیں ان میں سے یہ آخری ہوگا اور باقی جمعے انشاء اللہ رمضان کے دوران آئیں گے تو جیسا کہ ہمیشہ سے میرا دستور رہا ہے میں رمضان آنے سے پہلے جمعہ میں رمضان ہی کے متعلق کچھ امور بیان کرتا ہوں اور بعض دفعہ یہ سلسلہ رمضان کے جمعوں تک بھی پھیل جاتا ہے۔ لیکن یہ ایسے مسائل ہیں جو بار بار سننے کے باوجود پھر بھی فراموش ہو جایا کرتے ہیں۔ فَذَكِّر اِنْ نَفَعَتِ الذِكْریٰ میں جو یہ نصیحت ہے کہ زور سے اور بار بار نصیحت کیا کر کیونکہ ایسا نصیحت کرنا جو بار بار ہو بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اس پہلو سے اگرچہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہونگے جنہوں نے پہلے بھی یہی مضمون سنا ہوگا مگر ایک بڑی تعداد نئے آنے والوں کی بھی ہے جو کثرت کے ساتھ گزشتہ رمضان کے بعد جماعت میں داخل ہوئے ہیں ان کا بھی حق ہے کہ ان کے سامنے بھی یہی باتیں دہرائی جایا کریں۔ دوسرے، چھوٹے بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ پھر بسا اوقات بعض لوگ جمعے میں آ نہیں سکتے یا پہلے، پچھلے رمضان پہ ڈش انٹینا کا نظام اتنا عام نہیں تھا جتنا اب ہو چکا ہے تو یہ سارے امور ایسے ہیں کہ اگر آپ سمجھیں کہ آپ کو ان باتوں کا علم ہے تو پھر بھی تسلی رکھیں کہ اکثر ایسے ہیں جن کو ضرورت ہے۔ اور جو سمجھتے ہیں ان کو علم ہے ان کا یہ وہم ہے کہ ان کو پوری طرح علم ہے۔ جب مضمون شروع ہوگا تو آپ سمجھ جائیں گے کہ اس علم کو بار بار دہرانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ دلوں کی گہرائیوں تک اترے۔

شَهرُ رَمَضَانَ الَذِی أُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ. رمضان کا مہینہ "أُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ" کا ایک ترجمہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ ھُدًی لِلنّاس ہدایت ہے لوگوں کے لئے وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدیٰ اور ہدایت میں سے بھی ایسی کھلی کھلی روشن ہدایات کہ جو ظاہر و باہر ہوں۔ وَالفُرقَانُ اور فرقان بھی ہے یعنی اپنے اندر بڑے مضبوط دلائل رکھتا ہے۔ اسی آیت کا دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ شَهرُ رَمَضَانَ الَذِی أُنزِلَ فِیهِ القُرآن یعنی رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے۔

جہاں تک پہلے ترجمے کا تعلق ہے عموماً مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ 'رمضان میں قرآن اتارا گیا' سے مراد یہ ہے کہ رمضان میں پورا قرآن اتارا جاتا تھا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم تو آہستہ آہستہ نازل ہوا ہے اور سوائے اس کے کہ اس رمضان میں جس میں پورا قرآن مکمل ہو چکا تھا سارا قرآن دہرایا جا ہی نہیں سکتا۔ دوسرے، رمضان بہت بعد میں فرض ہوا ہے اور قرآن تو نبوت کے پہلے دن سے اتارا جا رہا ہے اس کا رمضان سے کیا تعلق ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ 'رمضان میں اتارا گیا' یہ اس پہلو سے درست نہیں بنتا۔ رمضان میں کثرت کے ساتھ جو کچھ اترا تھا دہرایا جاتا تھا۔

أُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا ایک معنی یہ لیا جا سکتا ہے جو درست ہے کہ جتنا قرآن بھی نازل ہو چکا تھا اس رمضان میں دوبارہ ضرور دہرایا جاتا تھا تو أُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا ایک معنی ہے قرآن کے معانی کو طاقت بخشنے کے لئے، اس کو شدت عطا کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ پر ہر رمضان میں گزشتہ اترا ہوا قرآن دہرایا جایا کرتا تھا۔

دوسرا معنی وہی ہے جو میں نے دوسرے پہلو سے کیا ہے کہ شَهرُ رَمَضَانَ الَذِی أُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے اور یہ معنے بڑے وسیع ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جتنی تعلیم بھی ہے رمضان میں وہ ساری کی ساری تعلیم انسان کے لئے قابل عمل ہو جاتی ہے حالانکہ عام مہینوں میں لازم نہیں کہ وہ تعلیم قابل عمل ہو۔ یعنی قابل عمل ان معنوں میں تو ہے کہ انسان عمل کر سکتا ہے لیکن عموماً اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا اور رمضان میں قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو اس مہینے میں پورا نہ اترتا ہو۔ تو أُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ اتنا عظیم مہینہ ہے کہ گویا قرآن اسی مہینہ کے بارہ میں نازل کیا گیا تھا۔

اب دیکھ لیں روزہ ایک بہت ہی اہم قربانی ہے اور بہت سے مفسرین لکھتے ہیں کہ اِستَعِینُوا بِالصّبْرِ وَالصّلوٰةِ میں صبر سے مراد روزہ ہے تو روزے اور عبادت کے ذریعہ سے مدد مانگا کرو۔ لیکن کتنے ہیں جو سارا سال روزے رکھتے ہیں یا سارے سال میں کسی مہینے میں وہ روزے رکھتے ہوں۔ بہت بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے جو روزہ نہیں رکھتی۔ کبھی اتفاق سے کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے تو اس وقت روزہ رکھ بھی لیتے ہیں۔ اور بہت ہی تھوڑی تعداد ہے جو باقاعدگی سے رمضان کے مہینوں کے علاوہ بھی روزے رکھتے ہوں۔ فیه القرآن سے مراد اس صورت میں، دوسرے معنوں میں یہ بنے گا کہ یہ وہ مہینہ ہے جب سارے مسلمان روزہ بھی رکھتے ہیں۔ کوئی دنیا میں ایسا مسلمان نہیں جو رمضان میں روزے نہ رکھتا ہو اور وہ جو نماز بھی نہیں پڑھا کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ روزہ ہماری نمازیں بخشوانے کا موجب بھی بن جائے گا اور روزوں پر اتنا زور ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی نہیں کرتے سال میں کم سے کم آخری عشرہ کے روزے رکھنے لگ جاتے ہیں۔ جو شرابیں پیتے ہیں، ہر قسم کی بدیاں کھاتے ہیں اور کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ رمضان کے روزے ان سب کو بخشوانے کا موجب بن جائیں گے۔

پس أُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کی تمام تعلیمات اس مہینے میں شدت کے ساتھ عمل میں لائی جاتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قرآن کا مقصد ہی اس مہینے کے متعلق تھا، اس کی وضاحت تھا، اس کی خوبیاں بیان کرنا تھا۔ پس اس پہلو سے أُنزِلَ فِیهِ القُرآن کے نتیجے میں اب ہمیں غور کرنا ہے کہ اس سے پھر کیا کیا کچھ حاصل ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر أُنزِلَ فِیهِ القُرآن کی بات درست ہے تو ھدیً للناس یہ مہینہ بھی اور قرآن کریم بھی یہ دونوں انسان کے لئے ہدایت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس مہینے سے گزرنے کے بعد اور قرآن کریم کا کثرت سے مطالعہ کرنے کے بعد ھدیً للناس یہ چیزیں لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہونگی۔

اگر کوئی رمضان میں سے گزر جائے اور ہدایت نہ پائے تو قرآن سچا ہے یا وہ سچا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ میں نے رمضان کے روزے پائے، میں نے رمضان سے اپنے گناہ بخشوا لئے یہ ساری باتیں غلط ہو جائیں گی کیونکہ رمضانِ مبارک کو ضرور ہے کہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ ہدایت کا سامان پیدا کرے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعے ہو یا براہ راست روزوں کے ذریعے ہو دونوں صورتوں میں ہدایت ضرور ملنی چاہئے۔ وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدیٰ اور وہ لوگ جو پہلے ہی ہدایت پر ہوا کرتے ہیں ان کے لئے وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدیٰ کی خوشخبری ہے۔ اتنی عظیم الشان ہدایتیں رمضان کے دوران نصیب ہونگی کہ آنکھیں کھول دیں گی، پہلے جن کی طرف توجہ ہی نہیں تھی۔ بینٰت وہ ہیں جو آنکھوں کو چندھیا دیں گویا کہ وقتی طور پر اتنے روشن ہوں کہ

انسان حیران ہو کے دیکھے اچھا یہ بھی تھی۔ تو ایسی روشن ہدایات انسان کو اس مہینے میں نصیب ہوتی ہیں جو قرآن میں پہلے سے موجود ہیں۔ بَیِّنٰتٍ مِنَ الهُدٰی میں قرآن کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں بھی موجود ہیں لیکن ان ہدایات کے لئے آنکھیں کھلتی نہیں ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ انسان کی آنکھیں کھلنے کا دَور ہر رمضان میں اسی طرح آیا کرتا ہے۔ ساری زندگی وہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے سب کچھ پالیا، رمضان میں کبھی کبھی اچانک یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ابھی یہ آیت نازل ہوئی ہے، ابھی اس آیت کا مضمون سمجھ آیا ہے۔ اور اس وقت وہ بینٰت میں شمار ہونے لگتی ہے۔ وَالفُرقَان اور بڑی قطعی دلیلیں انسان کو عطا کرتا ہے۔ ایک پہلو سے فرقان سے مراد یہ ہے کہ انسان جو شک میں مبتلا ہوتا ہے کہ نہ معلوم میں ہدایت پر عمل کر بھی رہا ہوں کہ نہیں وہ فرقان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی بیّن دلیل ملتی ہے کہ وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب میں نے واقعۃً سب کچھ پالیا ہے اور وہ باقیوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ اور قرآن جس طرح فرقان ہے باقی سب مذاہب سے نمایاں، الگ اور باقی سب کتابوں سے نمایاں الگ اسی طرح انسان بھی اپنی ذات میں ایک فرقان بن جاتا ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرقان بنتا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بھی بہت سے مضامین ہیں جو اس آیت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن وقت کی نسبت سے میں مختصراً آگے گزروں گا کیونکہ بہت سی احادیث نبویہ بھی آپ کے سامنے رکھنی ہیں اور ان کی بھی تشریحات کرنی ہیں۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَلْيَصُمْهُ جو کوئی بھی رمضان کو دیکھ لے فلیصمهُ پس وہ اس کے روزے رکھے۔ شَهِدَ سے مطلب یہ ہے کہ ایک تو چاند کی شہادت ہوا کرتی ہے یعنی رمضان کا چاند نکلتا ہے تو لوگ دیکھتے ہیں۔ دوسرا شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ جس نے رمضان کی حقیقت کو سمجھ کر اس مہینے کو پالیا ہو وہ اس پر گواہ بن گیا ہو ایسے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ وَ مَنْ كَانَ مَرِيضاً اَو عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَةٌ مِنْ اَيَّا مٍ اُخَرْ. اگر ایسا شخص مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو فَعِدَةٌ مِنْ اَيَّا مٍ اُخَر تو پھر دوسرے دنوں میں اس عدّت کو پورا کرنا ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو سفر کی حالت میں بھی روزے رکھتے ہیں حالانکہ یہ آیت کریمہ صاف صاف بتلا رہی ہیں کہ سفر کی حالت میں روزے نہ رکھو۔ **اگر سفر کی حالت میں انسان خدا کو زبردستی خوش کرنے کے لئے روزے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کو توزبردستی خوش نہیں کیا جاسکتا۔** ساری زندگی روزے رکھ رکھ کے مر جائے مگر زبردستی خدا کو خوش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ روزوں میں نیکی اس کی رضا کی نیکی ہے۔ اگر رضا نہیں تو نیکی بھی نہیں۔ اگر رضا اس بات میں ہے کہ نہ رکھو تو نہ رکھو اور یہ نہ سمجھو کہ تم رمضان کے روزے رکھ کر سفر کی حالت میں بھی اللہ کو خوش کر سکتے ہو۔ **لیکن رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزے رکھنا فی الحقیقت اگر آپ غور کرکے دیکھیں تو نیکی ہے ہی نہیں۔** کیونکہ انسان رمضان کے مہینے میں آسانی سے روزے رکھتا ہے اور وہ روزے جب رمضان کے بعد الگ رکھنے پڑیں پھر اس کو سمجھ آتی ہے کہ مشکل کام تھا۔ تو بعض لوگ نیکی کے بہانے آسانی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزوں کو ٹرخاؤ جتنے نکل جائیں ہاتھ سے نکل جائیں ورنہ مصیبت پڑے گی بعد میں۔ تو اللہ تو نفس کو جانتا ہے، اس کی گہرائیوں سے باخبر ہے اس لئے اللہ کو آپ دھوکہ نہیں دے سکتے۔

آپ دوبارہ اپنا تجزیہ کر کے دیکھ لیں آپ کو یہی معلوم ہوگا کہ اکثر سفر میں روزے رکھنے والوں نے اسی وجہ سے روزے رکھے تھے کہ اب مہینہ چل رہا ہے سب روزے رکھ رہے ہیں ہم بھی ساتھ رکھ لیتے ہیں بعد میں کون رکھتا پھرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَو عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَةٌ مِنْ اَيَّا مٍ اُخَر. اگر سفر میں ہو تو ایام اُخَر میں روزے رکھو۔ اب اس میں ایک بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے بعد فرمایا گیا ہے يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ اليُسْرَ وَ لاَ يُرِيدُ بِكُمُ العُسْرَ اللہ تمہارے لئے یُسر چاہتا ہے، آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی

ارشاد نبویؐ

خَيرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794 27-0471

نہیں چاہتا۔ اب اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر واپس اس آدمی کی طرف جائیں جو آسانی اسی میں دیکھتا ہے۔ کیا اس کو اجازت ہوگی؟ اس کو اجازت نہیں ہوگی کیونکہ اس کے روزے، روزے ہوتے ہی نہیں۔ فرماتا ہے اطمینان سے روزے رکھو یُسر کے ساتھ، آسانی ہو، سارا دل اور دماغ پوری طرح روزے میں لگا ہو اس آسانی کی حالت میں روزے رکھو۔ تنگی اٹھا کر، مصیبت میں پڑ کر روزے نہیں رکھنے۔ پس وہ شخص جو اپنے روزے ٹالتا ہے وہ دراصل عُسر کے روزے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے اللہ عُسر نہیں چاہتا تم نے یُسر کے روزے رکھنے ہیں۔

وَلِتُكمِلُوا العِدَّةَ یہ بعد میں روزے رکھنا اس لئے ہے کہ تم عدت پوری کر لو۔ یعنی تیس دن کے روزے ہیں تو تیس دن کی عدت کو پورا کیا جائے گا۔ اگر انتیس دن کے روزے ہیں تو انتیس دن کی عدت کو پورا کیا جائے گا۔ عدّت کو پورا کرنا مقصود بالذات ہے۔ پس رمضان دیکھا ہو تو رمضان کے روزے نہ رکھنے کا کوئی بھی عذر قبول نہیں ہوگا جب تک اس کے روزے بعد میں پورے نہ کئے جائیں۔ اس کے نتیجے میں وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم اللہ کی تکبیر بلند کرو، اللہ کی بڑائی بیان کرو عَلٰى مَا هَدٰكُم اس بات پر جو اللہ نے تمہیں ہدایت دے دی، جس ہدایت کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو، اس کا شکریہ ادا کرو۔

رمضان میں سے گزرنے کے بعد امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ نے صحیح روزے اللہ کی خاطر رکھے ہوں تو لازماً رمضان کے بعد بہت شکر کی توفیق ملتی ہے۔ بعض لوگ اس وجہ سے شکر کرتے ہیں کہ ان پر رمضان بوجھل تھا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ بوجھل ہونے کے باوجود اس کے روزے رکھ لئے۔ بعض لوگ اس لئے شکر ادا کرتے ہیں مَا هَدٰكُم کہ رمضان میں انہوں نے بہت سی ہدایتیں دیکھی ہوتی ہیں اور بہت سے رمضان نئی نئی ہدایتیں لے کر ان کے لئے طلوع ہوتے ہیں اور اسی طرح رخصت ہوتے ہیں۔ تو شکر کا وقت تو رمضان کے دوران ہی ہے اس کے متعلق بھی احکامات ہیں لیکن رمضان کے بعد کا شکر یہ معنے رکھتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرے کہ اس نے اس رمضان کو اس پر آسان کر دیا، عُسر نہیں رہنے دیا۔ اُس نے آسانی عطا کی۔ اُس کا ذکر کرنے کے لئے ہم راتوں کو اٹھے، اُس کی خاطر بھوک، پیاس ہر قسم کی بدنی سختی برداشت کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہدایت عطا ہوئی وہ ہدایت جو عام دنوں میں نہیں ملا کرتی تھی۔ پس یہ شکر رمضان کے کامیابی سے گزرنے کا شکر ہے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون.

اس کا سب سے بڑا پھل، جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّى فَاِنِّى قَرِيبٌ۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آنحضورؐ ہی ہیں۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّى جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں عَنِّى میرے بارے میں فَاِنِّى قَرِيبٌ تو میں قریب ہوں۔ اس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّى یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فَقُل اِنِّى قَرِيبٌ تو ان سے کہہ دے اِنَّ اللّٰهَ قَرِيبٌ۔ کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے فَاِنِّى قَرِيبٌ. قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا، کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتادو کہ میں قریب ہوں۔ تو اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو اے رسولؐ جب بھی وہ تجھ سے پوچھے گا میں اس کو سن رہا ہونگا۔ مجھے بتانے کے لئے اس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں اِنِّى قَرِيبٌ میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں لیکن اُجِيبُ دَعوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی **میرا** شوق رکھتا ہو۔ دنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آوٴں۔ یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے اِذَا دَعَانِ. جس کا رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا، بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں، جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے، اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ ان کو مل جاتا ہے۔ اس مضمون کا فرق کیا ہے۔ یہ فرق اب یہاں بیان کیا جائے گا۔

فَلْيَستَجِيبُوا لِى ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مانا کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔ جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں! ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے اِنِّى قَرِيبٌ میں ان کے پاس ہونگا۔

پس وہ لوگ جو یہ فرق نہیں کر سکتے بسا اوقات یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ہم نے تو اللہ کو بہت پکارا،

ہر طرف آوازیں دیں کہیں ہمیں خدا کا نشان نہیں ملا۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے شعراء بھی ہیں جو تعلّی بناتے ہیں اس بات کو کہ ہم نے تو خدا کو بلا دیکھا کہیں کوئی نشان نہیں ملا۔ ان میں اس زمانے کے دہریہ بھی ہیں جنہوں نے راکٹس پر اوپر سفر کئے اور کہا کہ ہم نے آوازیں دیں خدا کو کہیں خدا کا نشان نہیں ملا۔ ان لوگوں میں وہ فراعین ہیں اس دور کے جنہوں نے بلند و بالا عمارتوں پہ قبضے کئے اور ان کی چوٹی پر جا کر یہ اعلان کیا ہمیں یہاں کوئی خدا دکھائی نہیں دیتا۔ مگر اس شرط کو پورا نہ کیا فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي ان کی زندگی خدا کی خاطر نہیں ہوا کرتی۔ یہ لوگ بدکردار ہوا کرتے ہیں۔ اللہ کے بندوں سے وہ سلوک نہیں کرتے جو اللہ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ پس جب وہ یہ شرط نہیں پوری کرتے تو ان کا بلانے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ یہ آوازیں دیتے پھریں ان کی آواز ایک صدا بصحرا ثابت ہوگی۔ جیسے صحرا میں آواز دیں تو اس کی گونج بھی پیدا نہیں ہوتی وہ ایک طرف سے نکلتی ہے تو نکلتی چلی جاتی ہے کہیں قریب ٹیلے ہوں تو ان سے ٹکرا کے آجائے ورنہ صدا بصحرا سے مراد یہ ہے کہ ایسی صدا جس میں گنبد کی آواز بھی پیدا نہ ہو۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں کہ مجھے بلائیں گے تو کوئی نشان نہیں پائیں گے۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي پہلے میری باتوں کا جواب دیا کریں پھر مجھ پر ایمان لائیں۔ جو میری باتوں کا جواب دیتے ہیں ان پر اور طرح ظاہر ہوا کرتا ہوں۔ وہ ایمان بہت طاقتور ایمان ہے جو ان شرائط کے ساتھ ہو۔ وہ شخص جس کا خدا اس کے ساتھ ساتھ پھر رہا ہو اس کا ایمان ہی اصل ایمان ہے باقی سب ایمان دُور کی باتیں ہیں۔

تو رمضان کی یہ خوبی ہے کہ اس کے آخر پر جہاں تشکرون کے بعد وضاحت کی گئی ہے کہ کیوں شکر ادا کرو وہاں یہ وضاحت ہے کہ ہر رمضان تمہارے لئے خدا کو لے کے آتا ہے، ہر رمضان کا پھل اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر خدا مل جائے تو پھر تمہیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے ڈھونڈتے پھرو، اسے پکارتے پھرو۔ جب اللہ مل جاتا ہے تو پھر یاد رکھو فَإِنِّي قَرِيبٌ خدا پھر ساتھ رہا کرتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر مختلف کتب میں اور اپنی ملفوظات کی مجالس میں بہت روشنی ڈالی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو اللہ اگر واقعۃً ایک دفعہ مل جائے تو پھر چھوڑ کے نہیں جایا کرتا۔ بندے چھوڑ جاتے ہیں مگر اللہ نہیں چھوڑا کرتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی وفا کی ایک صفت ہے جو انسانوں میں ہم نے نہیں دیکھی۔ شعروں میں بھی آپ نے اس مضمون کو بیان کیا، نثر میں بھی اس مضمون کو بیان کیا اور اس شدت سے بیان کیا ہے کہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کے ساتھ ضرور خدا رہتا ہے۔ ورنہ اس طرف توجہ ہی نہیں پیدا ہو سکتی خیال ہی دل میں نہیں گزرتا۔ اور اللہ کے بندوں کے سوا جو دنیا میں خدا کے بندے بنے پھرتے ہیں ان کی تحریرات دیکھ لیں، ان کے خطبات کو سن لیں سب ان چکروں سے خالی ہیں ان کو تجربہ ہی کوئی نہیں ہے۔ ملائیت کی باتیں سن کر دیکھیں ان باتوں میں کتنا فرق ہے۔

وَلْيُؤْمِنُوا بِي پھر مجھ پر ایمان لائیں میرے بن کر، لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ تاکہ وہ رشد پالیں۔ یہ رُشد وہ ہے جو سب سے آخر کی رشد ہے اس کے بعد ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو جاتی ہے۔ پس یہ رمضان ہے جس میں ہم عنقریب داخل ہونے والے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میں سے جس نے بھی اس خطبے کو سنا ہے وہ رمضان میں جانے سے پہلے پوری تیاری کرے گا۔ وہ لوگ جو خوف رکھتے ہیں کہ مشکل ہے ان کے لئے میرا پیغام ہے کہ دیکھنے میں مشکل لگتی ہے ہم سب کو یہ تجربہ ہے کہ رمضان میں داخل ہونے سے پہلے مشکل لگا کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ مشکل کو آسان بھی کر دیا کرتا ہے اور یہ وعدہ خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے۔ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ۔ پس اللہ اگر آسانی چاہتا ہے تو وہ آپ کے رمضان کو آپ کے لئے آسان کر دے گا۔ دعائیں کریں گے تو ایسا ہی ہوگا۔ اب روزے سے متعلق حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

میں ضمناً یہ بھی بتادوں کہ آج صبح سے بہت دیر پہلے سے میں نے عمداً پانی نہیں پیا کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ رمضان کے روزوں میں جو جمعہ کا خطبہ دیا کروں گا تو کس حد تک میرا منہ خشک ہوگا، کس حد تک مشکل پڑے گی۔ آج میں تجربہ کر کے دیکھ لوں تو اس لئے گھبرائیں نہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہے میری ہر بات پہ گھبرانے لگ جاتے ہیں بالکل گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ ایک تجربہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے رمضان میں بھی اسی قسم کے خشک منہ والے لیکن گیلے خطبے ہونگے۔ منہ خشک لیکن آنکھیں تر۔ تو مجھے بار بار یہ بتانا پڑتا ہے کیونکہ لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو میرا زیادہ قریبی دکھانا چاہتے ہیں۔ فوراً فون آنے، تاریں آنے لگتی ہیں، آپ کا منہ خشک ہو گیا تھا، آپ کا منہ خشک ہو گیا تھا، ان کو اتنی بھی عقل نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ساری زندگی ہر خطبے اور تقریر میں پانچ پانچ منٹ کے بعد چائے کی پیالی پیش ہوا کرتی تھی۔ ان کو بھول ہی گیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں یہ بلاء صرف مجھ پر پڑی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بھی خطبہ، ایک بھی جلسے کی تقریر مجھے یاد نہیں جب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بار بار چائے کی پیالی پیش نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور مجھے یاد ہے کہ میں بھی نیچے پاس بیٹھ جایا کرتا تھا کیونکہ اس جھوٹی پیالی کے لئے جو تبرک تھی سارے لوگ ایک دم ہاتھ بڑھایا کرتے تھے اور چائے بہت مزیدار ہوتی تھی اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت اللہ بہتر جانتا ہے تبرک کا شوق تھا یا چائے کا تھا مگر اس چائے کو پینے کے لئے ہم بھی قریب ہو کر بیٹھ جایا کرتے تھے اور خان صاحب جو حضرت صاحب کے لئے چائے اوپر بھیجا کرتے تھے وہ بعض دفعہ دیکھ کے تو باری باری کہتے تھے اچھا لو یہ تمہاری پیالی ہے، یہ تمہاری پیالی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دور تو آپ میں سے اکثر نے دیکھا ہوگا۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث قہوے کی پیالی نہیں پیا کرتے تھے، اس سے بہت زیادہ جو میں پیتا رہا ہوں۔ اس قہوے پر بھی ان کو اعتراض نہیں ہوا اور میرے گرم پانی پر اعتراض ہو گیا ہے۔ عجیب و غریب ہستیاں ہیں جو میری ہمدرد ہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے، عقل کرنی چاہئے کہ یہ سلسلہ آج سے شروع نہیں ہوا۔ جو خلافت مجھے یاد ہے اس سے لے کر اب تک تو یہی حال ہم نے دیکھا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ تقریر کے دوران گھونٹ بھر پانی پی لیا کروں تو آپ کو کیا اعتراض ہے اس پہ۔ لیکن اب میں پریکٹس کر رہا ہوں کہ نہ پیوں اور دوائیاں بھی ڈھونڈ رہا ہوں ایسی کہ جس سے لوگوں کو چھٹکارا ہو، مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، لوگوں کو اس مصیبت سے چھٹکارا ہو جائے جن کو دیکھنا دُوبھر ہے۔ اس لئے بہر حال اب میں ضمناً یہ بات بیان کرنے کے بعد احادیث نبویہ کی طرف آتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "الصِّيَامُ جُنَّةٌ وَ حِصْنٌ حَصِينٌ مِّنَ النَّارِ" مسند احمد سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان ایک ڈھال ہے۔ ڈھال آگے رکھی جاتی ہے تاکہ تیروں کی بارش نہ ہو۔ تو رمضان تمہیں ہر قسم کی بدیوں کے مقابل پر ایک ڈھال کے طور پر عطا ہوا ہے۔ شیطان نے تیر مارنے ہیں، وساوس ضرور تمہاری طرف اچھالے جائیں گے لیکن رمضان ان وساوس، ان بدخیالیوں کے لئے ایک ڈھال بن جائے گا۔ وَ حِصْنٌ حَصِينٌ مِّنَ النَّارِ اور آگ کے مقابل پر وہ ایک ایسا قلعہ ہے جو حصن حصین ہے یعنی ایسا قلعہ جسے بہت مضبوط بنایا گیا ہو جس تک دشمن کی رسائی ممکن ہی نہ ہو تو اللہ کے فضل سے اب ہم اس حصن حصین میں داخل ہونے والے ہیں۔

روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے اس سے متعلق ایک اور روایت ہے نسائی کی کتاب الصوم سے۔ مطرف سے روایت ہے کہ میں عثمان بن العاص کے پاس گیا، انہوں نے دودھ منگولیا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ اور اس سے پہلے جو ڈھال کا ذکر تھا آگ میں داخل کرنے کے لئے آگ کے تیر آپ کی طرف جتنے کئے جاتے ہیں اگر آپ ان کو اپنے بدن تک پہنچنے دیں، اپنے دل تک پہنچنے دیں تو وہ آگ لگانے والے ہیں، ان سے روزہ ڈھال ہے جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو۔ یہ اسی حدیث کی تشریح ایک اور حدیث سے ملتی ہے۔

اب یہ ایک بہت دلچسپ حدیث ہے جس پر خوب غور کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَ بُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا"۔ یہ حدیث جامع ترمذی کتاب البرّ والصلۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں بالاخانے ہونگے جن کے اندرونے باہر سے اور خارجی حصے اندر سے نظر آتے ہونگے۔ اس حدیث کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہ لازماً حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے ورنہ جیسا کہ مضمون آگے بڑھے گا آپ حیران ہو جائیں گے کہ کسی اور کے دماغ میں یہ خیال آ نہیں سکتا تھا۔ عام طور پر انسان اپنے گھر کی پردہ پوشی چاہتا ہے کہ ہر حالت میں لوگ اس کو باہر سے نہ دیکھیں۔ اگر یکطرفہ شیشے مل جائیں جیسے آجکل میسر ہیں تو اندر سے باہر تو دیکھ سکتا ہے اور باہر سے اندر نظر نہیں آتا۔ یہ ایک فطری تمنا ہے اور اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ اب ایسی جالیاں بن گئی ہیں، ایسے شیشے مل گئے ہیں جو موٹروں کے اندر لگا دئے جاتے ہیں تاکہ اندر کا مسافر باہر کی سیر کر سکے اور بیرونی آدمی اندر نہ دیکھ سکے یہ ان لوگوں کی ایجادیں ہیں جو بے پردہ ہیں، جن کو اپنا اندرونہ چھپانے کا کوئی ہوش نہیں بھی ہوتا لیکن فطرت کو نہیں دبا سکے۔ فطرت انسانی بہر حال یہی چاہتی ہے کہ وہ خود لوگوں کی نظر سے محفوظ رہے اور لوگ اسے دکھائی دیا کریں۔ لیکن اس حدیث کی عجیب خبر ہے فرمایا کہ بالاخانے ایسے ہونگے کہ اندر کے لوگ باہر دیکھ سکیں گے اور باہر کے لوگ اندر دیکھ سکیں گے۔ اب یہ بھی بہت دلچسپ بات ہے۔ اس زمانے میں اگر اندر کے لوگ باہر دیکھ سکتے تھے تو طبعی لازمی بات تھی کہ باہر کے لوگ اندر بھی دیکھ سکتے ہوں۔ وہ شیشے تو

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

ایجاد نہیں ہوئے تھے جو یکطرفہ ہوں۔ تو خصوصیت کے ساتھ بالاخانوں کا اس طرح ذکر کرنا کہ وہ اس زمانے کا کلام معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اس زمانے کی بات ہے جب یکطرفہ شیشے یا جھرو نکے ایجاد ہو گئے تھے جن میں سے یکطرفہ نظر آیا کرتا تھا۔ تو حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ بات منسوب کرنے کی ضرورت کیا تھی جو اس زمانے کے لحاظ سے عجیب بات ہے کہ بالاخانے ہونگے اور اندر کے لوگ باہر دیکھ سکیں گے اور باہر کے لوگ اندر بھی دیکھ سکیں گے تو ان بالاخانوں کا جس میں بر سر عام گویا چوک میں پڑے ہوئے ہیں ان کا کیا فائدہ۔ اس سے آگے جو مضمون ہے وہ بہت دلچسپ ہے وہ اس پر پُر حکمت روشنی ڈال رہا ہے۔ یہ بات سن کر ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ حضور ایسے بالاخانے جہاں دو طرفہ نظارہ ہو گا یہ کن کے لئے ہونگے ؟۔ فرمایا یہ ان کے لئے ہونگے جو خوش گفتار ہونگے، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے والے، روزوں کے پابند اور راتوں کو جب سب لوگ سوتے ہیں تو وہ نمازیں ادا کریں گے'۔ اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے ؟ انسان کی نیکی کے کچھ پہلو ہیں جو بنی نوع انسان کی طرف کھلے ہوئے ہیں اور بنی نوع انسان ان کے ان پہلوؤں کو دیکھ رہا ہے۔ ایک انسان جب ضرورتمند کی ضرورت پوری کرتا ہے جیسا کہ یہاں ذکر کیا گیا ہے تو ضرورت منداپنے محسن کو جان رہا ہے اور محسن ضرورتمند کی ضرورت کو پہچان رہا ہے۔ یہ دو طرفہ نظر آنے والی بات ہے۔ لیکن اگر وہی شخص راتوں کو اٹھ کھڑا ہو جب کہ سب لوگ سوتے ہیں تو اس کی اس نیکی کو کوئی نہیں جانتا، کسی کو خبر نہیں کہ اس نے رات کیسے بسر کی۔

پس اللہ کی یہ شان ہے کہ جنت میں ان کی اندرونی نیکیاں بھی دکھائی جائیں گی اور چونکہ جنت میں داخل ہونے والوں کے کوئی ایسے کاروبار نہیں جو دنیا کی نظر سے چھپائے جانے والے ہوں وہاں سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں، وہاں جو کچھ بھی ہے نیکی کی بات ہی ہے جس کے ظاہر ہونے میں حرج نہیں مگر دنیا میں جو نیکیاں چھپایا کرتے تھے اور ان کو دوسروں کو دیکھنے نہیں دیا کرتے تھے، تھیں وہ بہت پیاری۔ اللہ کی شان ہے جنت میں اللہ فرماتا ہے میں دکھاؤں گا ان کو۔ سب لوگ جان لیں گے کہ یہ وہ لوگ تھے جن کی چھپی ہوئی باتوں کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس طرح یہ خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے، اس طرح نیکیاں کیا کرتے تھے۔ پس یہ خدا کی شان ہے کہ احادیث نبویہ جو سچی ہوں خود بولتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ وہ رسول کے سوا کسی اور کا کلام ہو۔ اور مجھے کبھی بھی ضرورت نہیں پڑی کہ راوی کے حوالے سے حدیث کو سچا جانوں، ہمیشہ میں نے حدیث کے حوالے سے حدیث کو سچا جانا ہے۔ اتنی قطعی ہدایت اپنے اندر رکھتی ہے، اتنا قطعی ثبوت رکھتی ہے، ایسا فرقان ہوتی ہے سچی حدیث کہ اسے کسی راوی کی حاجت نہیں ہے۔

ایک اور بات جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اس میں فرمائی رمضان کے متعلق، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، یہ ابن ماجہ کی روایت ہے، ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے، یعنی آپ لوگ اپنے وجود میں سے ہر چیز کا کچھ نہ کچھ حصہ خدا کی خاطر جب نکالتے ہیں تو بظاہر وہ کم ہوتا ہے مگر زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ اللہ کے نزدیک بڑھ جاتا ہے۔ اور اس کے زکوٰۃ ہونے کا ثبوت یہ ملتا ہے کہ وہ دنیا میں بھی برکت پاتا ہے اور آخرت میں بھی برکت پاتا ہے ضائع نہیں ہوا کرتا۔ فرمایا، ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی ظاہری و باطنی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے، جب آپ روزہ رکھتے ہیں تو اپنے وجود میں سے ہر چیز میں سے اللہ کا حصہ نکالتے ہیں۔ بھوک لگتی ہے، پیاس لگتی ہے، شور مچانے کو دل چاہتا ہے بعض دفعہ، بعض دفعہ لغو باتیں انسان کرتا ہے، جس کو عادت ہے وہ کوئی لغو لطیفے بھی سنانے کی کوشش کرے گا، کوئی غصے سے بولا ہے تو غصے سے اس کا جواب دینے کو دل چاہے گا۔ ہر موقعہ پر، ہر انسانی خواہش پر زنجیریں ڈال دی گئی ہیں اس کے نفس پر باگیں کس دی گئی ہیں۔ اب ایسا شخص اللہ کے حکم کے تابع ہے اس سے ہٹ کر ادھر ادھر جا نہیں سکتا۔ یہ اس کی زکوٰۃ ہے۔ اور اس زکوٰۃ کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب رمضان گزر جائے گا تو اس کے اندر جو اچھی باتیں تھیں وہ بڑھ جائیں گی۔ پہلے اس کا کلام بیہودہ بھی ہوا کرتا تھا تو رمضان کی باگوں کے ذریعہ رفتہ رفتہ اسے اچھا کلام کرنے کی عادت پڑ جائے گی اور جب سوچے گا کہ میں کیوں کلام نہیں کر رہا تو معلوم ہو جائے گا کہ میرے کلام میں کچھ بدیاں داخل تھیں اب اللہ کی خاطر نہیں کر رہا تو اس خواہش کو آئندہ بھی پورا ہونا چاہئے اور رمضان کے بعد بھی یہ چیز بڑھنی چاہئے۔ یہ زکوٰۃ ہے جس کی طرف خصوصیت کے ساتھ حضور اکرمؐ نے یہ حوالہ دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں روزے نہیں رکھنے کہ میری صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ یہ بالکل لغو بات ہے۔ روزوں سے ہی صحت اچھی ہوتی ہے۔ اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو رمضان کو ٹھیک حالت میں گزار دے اور وہ پہلے سے بہتر نہ ہو جائے۔ میں نے گزشتہ رمضان میں یہ ذکر کیا تھا کہ اسرائیل کے ڈاکٹرز نے غالباً اسلام پر حملے کی نیت سے اور یہ بتانے کی خاطر کہ دیکھو روزے رکھ کر بچوں کی صحت خراب کر دیتے ہیں، بوڑھوں کمزوروں کی صحت خراب کر دیتے ہیں اس لئے مضر عادت ہے ایک تحقیق شروع کی۔ اور یہ ان کو ضرور ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کہ تحقیق میں سچے تھے حملہ کی نیت بدی کی ہو گی مگر تحقیق میں سچے تھے۔ بڑی کثرت سے انہوں نے تحقیق کی۔ کمزوروں پر، بوڑھوں پر، بچوں پر اور تحقیق کا آخری نتیجہ یہ نکلا اور حیران رہ گئے کہ ہر شخص جس نے روزے رکھے ہیں اس کی صحت رمضان سے پہلے خراب تھی، رمضان کے بعد اچھی ہو گئی۔ تو یہ آج کی دنیا میں جو اسلام پر سختی سے تنقید کرنے والے لوگ ہیں وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔

فرمایا 'صُوْمُوا تَصِحّوا' روزے رکھا کرو تمہاری صحت اچھی ہو گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث میں جسمانی صحت کی طرف ہی اشارہ نہیں جیسا کہ لوگ عام طور پر سمجھتے ہیں 'صُوْمُوا تَصِحّوا' سے مراد ہے تم ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں بہت سی بدیاں لاحق ہیں، تم روحانی طور پر بیمار ہو، تمہیں علم نہیں ہے روزے رکھو گے تو بہت سی بیماریاں جھڑ جائیں گی اور تمہارے روحانی بدن کو بھی صحت نصیب ہو گی۔ ایک روایت میں فرمایا صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کرتے ہیں'۔ وہ چونکہ گرم ملک تھا اور گرمی کے نتیجے میں تن بدن کو بعض دفعہ آگ سی لگ جایا کرتی تھی فرمایا، یہ گرمی کے مہینے میں خواہ کیسی ہی شدید گرمی ہو اگر رمضان کے روزے رکھے جائیں تو وہ دل کی سکینت کا موجب بنیں گے اور اس کو ایک اندرونی صحت عطا کریں گے جس کی وجہ سے بھڑکی ختم ہو جائے گی اور بھڑکی اکثر بیماری کے نتیجے میں ہوا کرتی ہے یا بُری باتوں کے لئے ہوا کرتی ہے، ان دونوں صورتوں میں رمضان تمہارے لئے ایک مفید چیز ہے۔ اس میں کوئی بھی خرابی ایسی نہیں کہ تم اس خرابی کی وجہ سے اس سے دور بھاگو۔ بدن کیلئے بھی اچھا ہے، روحانی صحت کے لئے بھی اچھا ہے، بھلائی ہی بھلائی ہے اور سب سے بڑی بھلائی تو یہی ہے کہ وہ اللہ سے ملا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں یہ درج ہے، صحیح بخاری میں، کہ روزہ فتنوں کا کفارہ ہے۔ عن حذیفة قالَ کُنّا جُلُوساً عِندَ عُمَرَ۔ حذیفہؓ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فَقَالَ، حضرت عمرؓ نے کہا اَیُّکُم یَحفَظُ قَولَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ۔ تم میں سے کون ہے جسے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ قول یاد ہے فِی الفِتنَةِ فتنے کے متعلق۔ یعنی چونکہ بہت سے فتنوں نے آنا تھا اور بعض صحابہ کو خصوصیت سے شوق تھا کہ وہ فتنوں کی باتوں کو ازبر کر لیں تاکہ دنیا کو متنبہ کر سکیں کہ ایسے ایسے فتنے پیدا ہونے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو صحیح رُخ پر چلانے کے لئے یعنی فتنے سے مراد لوگ یہ سمجھتے ہیں قتل و غارت ہو گا، لوگ بھاگے پھریں گے، افراتفری پیدا ہو جائے گی ان باتوں کا شوق ہو گیا ہو گا لوگوں کو، جیسے نجومیوں کے پیچھے جاتے ہیں بتاؤ آئندہ کیا ہونا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خیالات کا رخ صحیح جانب پھیرا ہے اس حدیث میں۔ فرمایا، تمہیں کوئی رسول اللہ ﷺ کی باتیں یاد ہیں فتنے سے متعلق۔ فَقُلْتُ، حذیفہ بھی ان میں سے ہیں جن کو شوق تھا بڑی فتنوں کی حدیثیں یاد کی ہوئی ہیں ہم نے۔ حذیفہؓ نے کہا ہاں مجھے، میں نے فتنہ کی باتیں سنی ہوئی ہیں۔ قالَ اِنَّکَ عَلَیهِ اَو عَلَیْهَا لَجَرِیٌ کہ تم ان باتوں کے اوپر بڑے دلیر ہو۔ جری بہادر کو کہتے ہیں۔ اب اس دلیری میں بظاہر ایک تعریف بھی ہے اور یہ بھی بیان فرما دیا کہ تم ضرورت سے زیادہ بہادر بنے پھرتے ہو۔ ان فتنوں کی باتوں کو سمجھے بغیر ارد گرد بیان کرتے پھرتے ہو اور دلیری دکھاتے ہو اور حذیفہ کو سمجھانا بھی مقصود تھا۔ فرمایا اِنَّکَ عَلَیهِ اَو عَلَیْهَا لَجَرِیٌ جب یہ بات سنی تو تب حذیفہؓ کو ہوش آگئی اور جو فتنے کی حقیقت تھی جس کے لئے کسی فساد کے زمانے کے دیکھنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں وہ دائمی حقیقت رسول اللہ ﷺ بیان کر چکے تھے اور ان کو شوق تھا دوسری باتیں کرنے کا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ ایک قسم کا ڈانٹا اور حقیقت حال کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت فرمائی تو اب دیکھیں وہی حذیفہ کیا بات کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قُلتُ فِتنَةُ الرَّجُلِ فِی اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ وَ وَلَدِهٖ۔ رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ انسان کا فتنہ اس کے اَهْلِهٖ اپنے اہل و عیال میں ہے وَ مَالِهٖ اور اپنے مال میں ہے وَوَلَدِهٖ اور اپنی اولاد میں ہے وَجَارِهٖ اور اپنے پڑوسی میں ہے تُکَفِّرُهَا الصَّلوٰةُ وَالصَّومُ وَالصَّدَقَةُ وَالاَمرُ وَالنَّهیُ۔ اب اس کا جو ترجمہ دیا گیا ہے اس میں یوں لگتا ہے جیسے کفارہ ہے وہ، کفارہ نہیں ہے۔ تُکَفِّرُ کا مطلب ہے اس کو دور کرتا ہے، ہٹاتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے جو اصل فتنہ بیان فرمایا ہے اور اس سے مومن کو ہمیشہ کے لئے متنبہ کر دیا وہ یہ فتنہ ہے۔ یہ مراد نہیں کہ تم ایسے زمانے میں آؤ جس میں ہر طرف فساد پھیلا ہو تب تم ان باتوں کی طرف توجہ کرو کیونکہ فتنے کا جو علاج بتلایا ہے یہ روزمرہ کی مومن کی زندگی ہے اور اصل فتنہ ہے ہی وہی۔ اگر یہ گھر کا فتنہ ٹھیک ہو جائے، اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح راستہ پر ڈال دیں تو اس سے بہتر اور کوئی فتنوں کا علاج نہیں ہے۔ پس وہی حذیفہؓ جن کی اکثر حدیثیں لوگ ایسے ایسے فتنوں کے متعلق پیش کرتے ہیں جن سے انسان کی عقل چکرا جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کی نصیحت کو سمجھ گئے اور اس فتنے کی بات کی جو سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور وہ فتنہ ان کو یاد تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہوا ہے۔ پس حدیثوں پر غور کرنے اور ان میں ڈوبنے سے بڑے بڑے مطالب ہاتھ آتے ہیں سرسری باتیں کر کے گزر جائیں تو آپ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آئے گی۔ پس رسول اللہ کا کلام جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے خود بولتا ہے، عظیم الشان معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔

پس اس فتنے کی فکر کرو جو تمہارے گھروں میں ہو رہا ہے ، تمہارے بچوں کی صورت میں رونما ہو رہا ہے، تمہارے اموال کی صورت میں رونما ہو رہا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے الصلوٰۃ والصوم دو ہی چیزیں ہیں ۔ نمازوں سے گھر کو بھر دو اور جب رمضان کے مہینے کے روزے آیا کریں اور ویسے بھی اپنے گھروں کو روزوں سے بھر دیا کرو ہر قسم کے فتنے سے نجات پاؤ۔

☆......☆......☆

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق

از۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی "مرزا غلام احمد" میں مندرجہ بالا عنوان کی حقیقت مضمر ہے۔ لفظ غلام کا صحیح اطلاق عاشق کے سوا اور کچھ بھی درست نہیں۔ وہ وجود جس کے ظہور کی خبر سینکڑوں نہیں ہزاروں سال سے چلی آرہی ہو وہ نام سوائے کسی عظیم زندہ جاوید وجود کے کسی دوسرے پر صادق ہی نہیں آسکتا۔ ہمیشہ کی زندگی پانے والے نقوش جو جریدہ عالم پر ہمیشہ قائم و دائم رہتے ہیں اُن کی مثال اس شعر سے سمجھی جاسکتی ہے۔

ہر گز نمیرد آنکس کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں

آپ کے اپنے کلام سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں اور اُس دن سے کہ میں شیر خوار تھا مجھے تجھ سے عشق ہے۔

حضور کا جو شعر اوپر پیش کیا گیا ہے یہ صاحب حال عارف باللہ کا وہ کلام ہے جسے بارگاہ رب العزت نے توصیفی کلمات سے نوازا ہے۔ آپ کو اپنے آقا حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اعتبار سے بھی مشابہت تھی جس کا اظہار نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کے ظہور کے ضمن میں فرمایا ہے یعنی یواطئو اسمہ اسمی والی حدیث میں اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ دونوں کے حالات میں بھی بعض مشابہتیں ہیں مثلاً آنحضرت ﷺ کی والدہ مہربان نے فرمایا تھا کہ میرا بیٹا بڑی شان کا حامل ہوگا۔ اور دائی حلیمہؓ نے جو برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کے گھر میں ظاہر ہوئی اس کا برملا اظہار کیا ہے ایسا ہی والدہ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی ولادت کے تعلق سے فرمایا ہے کہ حضور کی ولادت سے قبل خاندان پر بھاری تکالیف کا دور تھا مگر آپ کی ولادت کے ساتھ ہی یکسر حالات بدل گئے اور ولالت کی برکات ظہور میں آنی شروع ہوگئیں۔ یوں تو شیر خوار بچہ ابھی اخلاقی حدود میں داخل نہیں ہوا ہوتا بلکہ نفس زکیہ ہوتا ہے اور اُس سے اخلاق عالیہ محبت و عشق کا ظہور اپنے وقت پر ہی ہوتا ہے۔ اس بارہ میں آپ ہی کا کلام اس کا مفسر ہے فرماتے ہیں۔

۱۔ ہر کہ ذوق یار جانی یافت است
آں زوحی آسمانی یافت است
۲۔ عشق از الہام آمد در جہاں
درد از الہام شد آتش فشاں

ترجمہ: ۱۔ جس نے اُس دلی دوست کے وصل کا لطف اُٹھایا اُس نے صرف آسمانی وحی کی بدولت اٹھایا

۲۔ عشق الہام ہی کی وجہ سے دنیا میں آیا اور درد نے بھی الہام ہی کی وجہ سے آتش فشانی کی۔ آپ نے اپنے آپ کو سارے جہاں سے بڑھ کر امی قرار دیا ہے اور اپنا رہبر و استاد صرف آنحضرت ﷺ کو قرار دیا ہے۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

نیز اس فیضان تحصیل علم کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

آں یکے جوید حدیث پاک تو از زید و عمرو
واں دگر از خود دہانت بشنودے بے انتظار

ترجمہ: ایک وہ ہے جو تیری پاک باتیں زید و عمرو کے پاس جاکر تلاش کرتا ہے اور دوسرا بلا توسط تیرے منہ سے اُن کو سنتا ہے اور یہ فیضان جو اپنے آقا کی شاگردی سے آپ نے پایا ہے اس کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است

کہ یہ چشمۂ جاریہ جس کے ذریعہ میں مخلوق خدا کو سیراب کررہا ہوں۔ یہ میرے آقا محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بحر کمال کا صرف ایک قطرہ ہے۔ یعنی قیاس کن از گلستان من بہار مرا کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ گویا اسی فیضان علم کی تحصیل جو بذریعہ عشق آپ کو حاصل ہوئی اِسی سے عشق و مشک رانتواں نہفتن کا مضمون آپ نے واضح فرمادیا۔ اِسی جذبہ سے سرشار ہوکر اپنے آقا کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

تو جان ما منور کردی از عشق
فدایت جانم۔ اے جان محمدؐ

ترجمہ: تونے عشق کے طفیل میری جان کو منور کردیا ہے۔ اے محمد ﷺ میری جان آپ پر قربان ہو۔ تاریخی اعتبار سے آپ کے دو بیٹوں کی شہادت اس کیفیت عشق آنحضرت ﷺ کے بارہ میں درج ذیل ہے پہلی شہادت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے بیٹے کی ہے جن کا اسم گرامی حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ ہے۔ موصوف ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کا بڑا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بھر حضور کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ حضور سے علیحدہ ہی رہے اور حضور کے خاندانی مخالفوں سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ گو بعد میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں بیعت کرلی اور اس طرح انہوں نے تین بھائیوں کو چار کردیا۔ بہر حال خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے غیر احمدی ہونے کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو خیال آیا کہ اُن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق و عادات کے متعلق کچھ دریافت کروں۔ چنانچہ آپ کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ "ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا بھی بات برداشت نہیں کرسکتے تھے اگر کوئی آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتیں تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی میں نہیں دیکھا اور مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے اس بات کو بار بار دہرایا۔

یہ اُس شخص کی شہادت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل نہیں تھا۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جوانی سے لیکر حضور کی وفات تک دیکھا۔ جس نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جس کے تعلقات کا دائرہ اپنی معزز ملازمت اور اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے نہایت وسیع تھا۔ مگر حضور مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تا وفات غیر احمدی رہنے کے باوجود۔ اُس کے عمر بھر کے مشاہدہ کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ

"آنحضرت ﷺ کے ساتھ والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا" (سیرت المہدی حصہ اول)

دوسری شہادت آپ کے فرزند حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہے فرماتے ہیں "یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی عظیم الشان نعمت ہے۔ جس کے شکر کیلئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے میں اُس آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔

(سیرت طیبہ مقالہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۲۸)

رسول کریم ﷺ کے ساتھ عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی آل اولاد اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی دختر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور اپنے چھوٹے فرزند مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ آؤ۔ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا۔

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑلیا"۔

(روایات حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

آپ کی یہ کیفیت آنحضرت ﷺ کے عشق کی وجہ سے تھی۔ آپ نے اپنی ایک نظم میں بھی ان الفاظ میں اپنے عشق کا اظہار فرمایا ہے۔

جان ودلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ ال محمدؐ است

عیسائی مشنریوں کے لٹریچر میں آنحضرت ﷺ کی توہین۔ تکذیب افترا و بہتانات کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلاف بیشمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے اتنا دکھ نہیں پہنچایا جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کردیا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کردیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائیشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمارے اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش"

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام)

مسلمانوں کی حالت زار اور آپ کی دلوں کو ہلادینے والی دعائیں

فرماتے ہیں۔

قوم میں ایسے بھی پاتا ہوں جو ہیں دنیا کے کرم
مقصد اُن کی زیست کا ہے شہوت و خمر و قمار
مکر کے بل چل رہی ہے ان کی گاڑی روز وشب
نفس و شیطان نے اٹھایا ہے انہیں جیسے کہار
نسل انساں سے مدد اب مانگنا بیکار ہے
اب ہماری ہے تیری درگاہ میں یارب پکار
کشتیٔ اسلام بے لطف خدا اب غرق ہے
اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار
مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دین کے اک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کیلئے
شعلے پہنچیں جس کے ہردم آسماں تک بے شمار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صبر و تحمل اور جماعت کو صبر کی تعلیم

مکرم زین الدین صاحب حامد
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ میں اخلاقِ محمدیؐ کے از سرِ نو قیام اور اس کی تنفیذ کیلئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپکی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہر قدم پر اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ کی سیرت کی زندہ مثال تھے چنانچہ آپ نے بڑے دعویٰ کے ساتھ فرمایا۔ "من فرق بيني و بين المصطفى فما عرفني ومارأى" جس نے میرے اور محمدؐ مصطفیٰ ﷺ کے درمیان فرق کیا فی الحقیقت اس نے نہ مجھے پہچانا اور نہ اس نے میری شناخت کی۔

جب آپ علیہ السلام نے اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ فرمایا اور یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کی عظمت مفقودہ کے استعادہ کیلئے اور دین اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کیلئے اور آنحضرت ﷺ کی روحانی حکومت کو تمام عالم میں قائم کرنے کیلئے خدا کے اذن سے آیا ہوں تو دنیا والے سخت مخالفت پر اتر آئے چاروں طرف سے آپ کو ملامت اور بدزبانی کا نشانہ بنایا گیا اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا لیکن یہ تمام ایذائیں اور تلخیاں آپ کے عزم اور استقلال میں ایک جنبش تک پیدا نہیں کر سکیں اور آپ کمال سرگرمی سے ان مقاصد کی تکمیل میں مصروف رہے جن کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا تھا۔ ان دکھوں اور تکلیفوں کے متعلق آپ کے دل کی کیفیت یہ تھی۔

" انا تصبرنا على ايذائكم والنفس صارخة ولم تتصبر

(نور الحق جلد۔۱)

ہم نے تو تمہارے دکھ دینے پر بتکلف صبر کیا۔ مگر جان فریاد کر رہی ہے اور صبر نہیں کر سکتی اور اپنے متبعین کو تسلی دلاتے ہوئے فرمایا۔

ان المهيمن لا يضيع عباده. فافرح ولا تحزن بوقت مضجر۔

خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ سو تو خوش ہو اور ایسے وقت میں جو دل کو تکلیف دینے والا ہے غمگین مت ہو۔

اور فرمایا: لنا عند المصائب يا حبيبى رضاء ثم ذوق اوارتياح۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے رستہ میں دنیا کی طرف سے جو دکھ اور تکالیف ہمیں دی جاتی ہیں ان کے متعلق تو ہماری یہ حالت ہے کہ پہلے تو ہم انہیں خوشی سے قبول کرتے ہیں اور پھر ہمیں اُن میں مزہ آنے لگتا ہے اور آخر ہمیں ان میں راحت محسوس ہوتی ہے۔

اردو کلام میں حضور نے فرمایا۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

چنانچہ حضرت رسول کریم ﷺ سے ایک حدیث مروی ہے جو ترمذی میں درج ہے۔

"ان عظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالىٰ اذا احب قوماً ابتلاهم فمن رضى فله الرضىٰ ومن سخط فله السخط (ترمذی حدیث نمبر ۲۳۹۸)

انسان جسقدر بڑی مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے اتنا ہی بڑے اجر کا مستحق بنا دیا جاتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرنے لگے تو اس پر ابتلا وارد کرتا ہے جو شخص ان ابتلاؤں کو رضا اور رغبت سے قبول کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اس کے برعکس جو شخص دور ابتلا میں راضی برضائے الٰہی نہیں رہتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

قرآن مجید اور دیگر عربی لٹریچر کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبر تین معنوں میں آتا ہے۔

۱۔ گناہ سے بچنا اور ان کا مقابلہ کرنا اور برے خیالات کا اثر قبول کرنے سے رکنا۔ ۲۔ نیک اعمال پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا۔ ۳۔ مصائب، مشکلات میں شکوہ اور جزع فزع کے اظہار سے اجتناب کرتے ہوئے راضی برضائے الٰہی رہنا اور پوری ہمت اور شجاعت اور دلیری کے ساتھ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کیلئے کوشاں رہنا۔

صبر کے مندرج بالا ہر سہ مفہوم کے لحاظ سے جب ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام پہلوؤں سے آپ اس میدان میں کامل الوجود ثابت ہوتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے بیشمار ایسے واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے بعض واقعات نمونۃً پیش ہیں۔

حضور کو اپنے صاحبزادے مبارک احمد سے بہت محبت تھی۔ اس کی بیماری میں آپ نے بڑی تیمارداری کی۔ اس سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تک کو بھی یہ خیال تھا کہ اگر مبارک احمد فوت ہو گیا تو حضرت مسیح موعود کو بڑا صدمہ ہو گا۔ آخری وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس کی نبض دیکھ رہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انہوں نے کہا مشک لائیں اور چونکہ اس کی نبض بند ہو رہی تھی۔ آپ پر اس خیال کا کہ اس کی وفات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت صدمہ ہوگا اسقدر اثر ہوا کہ آپ زمین پر کھڑے کھڑے گر گئے مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے۔ تو اسی وقت نہایت صبر کے ساتھ دوستوں کو خط لکھنے لگ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے مگر اس امر پر گھبرانا نہیں چاہئے اور پھر باہر آکر مسکرا مسکرا کر تقریر کرنے لگ گئے کہ مبارک احمد کے متعلق خدا تعالیٰ کا جو الہام تھا وہ پورا ہو گیا چنانچہ آپ کا ایک شعر بھی ہے ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جاں فدا کر

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۷۔ صفحہ ۵۹۷)

یہ واقعہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اعلیٰ درجہ کے صبر و تحمل اور راضی برضا الٰہی رہنے کے عظیم خلق کی غمازی کرتا ہے وہاں حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے ساتھ آپ کی سیرت کی یگانگت بھی ثابت ہوتی ہے۔ حضور صلعم نے جب آپ کے یکے بعد دیگرے کئی بچے صغر سنی میں فوت ہوئے تو آپ نے غیر معمولی صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا اور دکھ کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

" القلب يحزن والعين ترمع وانا بفراقك لمحزونون"

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مخلص دوست کی جدائی پر فرماتے ہیں۔

درد یست درد لم کہ از پیش آب چشم
بردارم آستیں برود تا بدامنم

ان کی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اداسی اور سینہ میں قلق کے غلبہ سے کچھ خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ایک اور واقعہ اس طرح ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ اپنی کتاب حیات احمد میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں قیام فرماتے اور ایک مقامی مسجد میں فریضہ نماز ادا کر کے اپنی فرودگاہ کی طرف واپس تشریف لے جا رہے تھے ایک قوی ہیکل شخص نے پیچھے کی طرف سے آکر حضور پر اچانک حملہ کر دیا اور حضور کو زور کے ساتھ اٹھا کر زمین پر دے مارنے کی کوشش کی۔ یہ بدبخت حضور کو گرا تو نہ سکا مگر اس کے اچانک حملہ سے حضور کچھ ڈگمگا گئے اور حضور کا عمامہ مبارک گرتے گرتے بچا۔ اس پر سیالکوٹ کے ایک مخلص سید امیر علی شاہ صاحب نے فوراً لپک کر اس شخص کو پکڑ لیا اور اسے دھکہ دے کر الگ کرتے ہوئے ارادہ کیا کہ اُسے اس گستاخی اور قانون شکنی اور مجرمانہ حملہ کی سزا دیں۔ جب حضرت مسیح موعود نے دیکھا کہ سید امیر علی شاہ صاحب اسے مارنے لگے ہیں تو حضور نے بڑی نرمی کے ساتھ مسکراتے ہوئے فرمایا۔

"شاہ صاحب جانے دیں اُسے کچھ نہ کہیں"

(حیات احمد جلد ۳۔ صفحہ ۲۱۰)

قارئین۔ حضور کے تحمل اور صبر کی ایسی عمدہ مثال ہے۔ ایسے حساس موقعہ پر نہ صرف صبر اور ضبط نفس سے کام لیا بلکہ اپنے متبعین کو بھی اس کی سختی سے ہدایت فرمائی۔

اس موقعہ پر ایسے بدبختوں کیلئے حضور کا ہی شعر مناسب معلوم ہوتا ہے ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یعنی آج میری قوم نے میرے مقام کو نہیں پہچانا لیکن وہ وقت آتا ہے کہ وہ رو رو کر بڑی حسرت کے ساتھ میرے مبارک زمانہ کو یاد کیا کرے گی۔

چنانچہ مشرق و مغرب میں، جنوب و شمال میں، لکھو کھا عشاق مسیح موعود علیہ السلام آپ کے اس مبارک زمانہ کو یاد کر کے چشم پر آب ہوتے ہیں اور حسرت کے ساتھ یہ دلی تڑپ کا اظہار کرتے ہوئے کہ کاش ہمیں وہ مبارک زمانہ نصیب ہوتا! فریاد کرتے ہیں اور ایک ایک دن میں ہزاروں لوگ آپ کے چشمہ معرفت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ یہ سب آپ علیہ السلام کے صبر و استقلال کے شیریں ثمرات ہیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ چند سفر جو میں نے کئے ان کی یاد کا اکثر حصہ اور تاثرات میرے دماغ میں محفوظ ہیں۔ لاہور کے پہلے سفر اور دوسرے سفر دہلی سیالکوٹ امرتسر کے سفر جن میں شور و شر بھی سنا، مخالفت کا زور شور بھی کانوں میں پڑتا رہا۔ مگر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ مطمئن اور بشاش ہی پایا۔ دہلی میں ہمارے مکان کے پشت کی جانب جو کھڑکیاں تھیں زنانہ کمروں کی جانب ان کے ساتھ لگ کر سکھائے پڑھائے آوارہ گرد لڑکے گندی گالیاں بکتے اور پیشاب کرتے جو جھریوں اور سوراخوں سے اندر بھی آجاتا۔ غرض اندر بیٹھے بھی ہم لوگوں کو محسوس ہوتا تھا کہ ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی ہے مگر آپ بالکل دنیا والوں سے بے پرواہ اپنے کاموں میں مشغول رہتے اور کوئی اثر غصہ وغیرہ کا آپ پر کبھی ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ غرض مخالفت اور گالی گلوچ کا اثر میں نے کبھی آپ پر نہیں دیکھا جیسے آپ کو قطعی پرواہ نہیں اور ظاہر تھا کہ گویا آپ کا طریق یہی ہے کہ "تم اپنا کام کئے جاؤ" ہم اپنا کام کئے جائیں گے "آپ کو اپنی ذات کیلئے کبھی جوش نہیں آتا تھا۔۔۔ گالیوں کے خطوط نہایت ناپاک آتے اور اُن کو دیکھ کر ایک الگ صندوق رکھا تھا اس میں پھینک دیتے۔ لاہور میں ٹالی کے درخت پر ایک مزدور گویا محض گالیاں دینے کو جاہل مخالفین نے متعین کیا ہوا تھا۔ ہر وقت اس کی بکواس گونجتی مگر میں نے کبھی حضرت اقدس کی پیشانی پر بل نہیں دیکھا کہا تو یہی کہا کوئی پانی ہی پلا دے اس کا تو گلا بھی پھٹ جائے گا۔

(تلخیص از ماہنامہ انصار اللہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۹۔۱۸)

اللہ اللہ مسیح محمدی کا کیا ہی شاندار صبر کا نمونہ ہے۔ اس قسم کے واقعات کی نظیر اگر دیکھنا ہے تو صرف آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کی زندگی میں ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسطرح مسیح محمدی کے وجود سے آخرین کو اولین سے ملا دیا اور اخلاقِ محمدی کو کس شان کے ساتھ از سرِ نو دنیا میں قائم کیا۔ اللهم صل على محمد وآل محمد۔

قارئین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبر و تحمل شجاعت و استقلال کا مجسمہ تھے اور ساتھ ہی اپنی جماعت کو بھی صبر و تحمل کے بلند مینار پر دیکھنا چاہتے تھے چنانچہ آپ کے ملفوظات اور کتب ایسی تعلیمات سے بھری پڑی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملفوظات میں صبر کے بارے میں سیر کن بحث فرمائی ہے اور صبر کے فوائد و برکات کو مفصل بیان فرمایا ہے۔

صبر بڑا جوہر ہے

فرماتے ہیں۔ ”صبر بڑا جوہر ہے جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے جماعت کو چاہئے کہ صبر سے کام لے ۔۔۔ اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض میں گالی نہ دے ۔۔۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں۔ مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی پر حملہ کریں یا اخلاق کے برخلاف کوئی کام کریں۔ خدا تعالیٰ بردباری کا حکم دیتا ہے اور اسی کے مطابق کرنا چاہئے۔ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۰۰۔

مخالفت پر صبر کرنے کی تلقین

”اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو اگر تکلیف نہ پہنچے تو پھر ثواب کیونکر ہو۔ پیغمبر خدا صلعم نے مکہ میں ۱۳ برس دکھ اُٹھائے تم لوگوں کو اُس زمانہ کی تکلیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچی ہیں۔ مگر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنھم کو صبر ہی کی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہوگئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں۔ مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ تھوڑی مدت صبر کے بعد دیکھو گے کہ کچھ بھی نہیں ہے جو شخص دکھ دیتا ہے یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم گالیاں دیتے تھے اور ثواب جانتے تھے لیکن اب توبہ کرتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں صبر بھی ایک عبادت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں یعنی ان پر بے حساب انعام ہوں گے یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہیں دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے جب ایک شخص ایک کی حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اسے دُکھ پر دکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے وہ دکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)

صبر و استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو

ایک شخص حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور مجھ میں بعض عیب ہیں اول۔ میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اس سے بد اعتقاد ہو جاتی ہے۔ دوم۔ مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے۔ سوم۔ عبادت میں دل نہیں لگتا اور بھی بہت سے عیب ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

”میں نے سمجھ لیا ہے اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں۔ دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر اور استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے خدا تعالیٰ کے حضور بے صبری لیکر کیوں جاتا ہے؟ کیا ایک زمین دار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اس کے پھل کاٹنے کی فکر میں ہو جاتا ہے یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں۔ وہ سخت نادان ہے وہ اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے اس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے جس کو اپنے عیب عیب کی شکل میں نظر آجاویں ورنہ شیطان بدکاریوں اور بداعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔ پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔۔ اسی طرح سے تمہاری بیماری بے صبری کی ہے اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو رفع ہو جائیں گی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو اور اس وقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا انسان بامراد نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۵)

صبر کا ہتھیار توپوں سے بڑھ کر ہے

فرماتے ہیں۔

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔۔

اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کسقدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بیرنگ خطوط آتے ہیں جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں۔ اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابو جہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔

جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ (ملفوظات جلد نمبر ۷۔ صفحہ ۲۰۴)

آنخضرت صلعم کا عدیم المثال نمونہ

”آنخضرت صلعم نے جب اللہ تعالیٰ کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔۔۔ اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر و استقلال کی ہدایت ہوتی تھی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جسطرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ آنخضرت ﷺ کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا“۔

(ملفوظات جلد نمبر ۷۔ صفحہ ۹۹۔۱۹۸)

ہم تو صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں

نو مبائعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اب یہاں سے جا کر تمہیں بہت کچھ سننا پڑے گا اور لوگ کیا کیا باتیں سنائیں گے کہ تم نے ایک مجذوم۔ کافر۔ دجال وغیرہ کی بیعت کی۔ ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں اسلئے چاہئے کہ تم ان کیلئے دُعا کرو کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے“۔ (ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۰۳)

صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرو

”تواصوا بالصبر“ کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں۔

”غرض تواصوا بالحق میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے تواصوا بالصبر یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔ اگر کوئی مولوی اور پیشرو ہو کر امام اور راہ نما بن کر جلدی بھڑک اٹھتا ہے اور اس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں تو وہ لوگوں کو کیوں نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے کہ جو باتیں سننے والا صبر سے نہ سنے وہ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ہمارے مخالف بردباری کا دل لیکر نہیں آتے اور صبر سے اپنی مشکلات پیش نہیں کرتے بلکہ ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ کتاب تک تو دیکھنا نہیں چاہتے اور شور مچا کر حق کو ملبس کرنے کی سعی کرتے ہیں پھر وہ فائدہ اٹھائیں تو کیوں کر اٹھائیں۔ ابو جہل اور ابو لہب میں کیا تھا؟ یہی بے صبری اور بے قراری تو تھی۔۔۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے کہ کونوا مع الصادقین صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۲)

گالیاں سن کر صبر کا نمونہ ظاہر کریں

”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اسطرح پر برکت جاتی رہتی ہے وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اسلئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۱۸۰)

فرمایا: ”فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے اب بیعت کرکے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے“۔

(ملفوظات جلد نمبر۔ ۶ صفحہ ۴۱۳)

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

23 مارچ --- یوم المبعث

از ... قاری نواب احمد ... مبلغ ... احمدیہ قادیان

سیدنا و امامنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اذن الٰہی سے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ مقام پر جماعت احمدیہ کے قیام کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ سیدنا حضرت اقدس کے اس ارشاد اور اعلان پر مختلف شہروں اور اضلاع سے متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچنے شروع ہوئے۔ سیدنا حضرت اقدس حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید کی ایک کچی کوٹھری میں تشریف فرما ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو جو کہ بعد میں خلیفۃ المسیح اول کے رفیع الشان منصب پر بھی فائز ہوئے بیعت کیلئے بلوایا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مولوی صاحب کا ہاتھ کلائی پر سے زور سے پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی اور پہلے دن چالیس اصحاب نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے تاریخی ریکارڈ کیلئے جو رجسٹر تیار کیا گیا اس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے گئے۔

"بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت"

اس طرح آج سے ٹھیک ۱۰۹ سال قبل جماعت احمدیہ کا باضابطہ قیام ہوا اس غرض کیلئے جن شرائط بیعت کا اعلان کیا گیا۔ ان کا مقصد تعلق باللہ تقویٰ اور حب رسول ﷺ کا حصول شرک سے اجتناب بدعات سے پرہیز فریضہ نماز کا ادا کرنا۔ خدمت خلق، کسی کو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے دکھ دینا ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرنا۔ بد رسوم سے اجتناب اور قرآنی احکام کے ماتحت اپنی زندگی بسر کرنا تواضع اور انکساری سے اپنی زندگی گزارنا خدمت اسلام کو اپنی ہر ایک پیاری چیز پر ترجیح دینا تھا اور آخری شرط یہ تھی کہ "اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"۔

آج سے ایک سو نو سال قبل جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی یہ وہ وقت تھا جبکہ انیسویں صدی کے اختتام پر معاندین اسلام نے اسلام کے خلاف طوفان بدتمیزی پیدا کر رکھا تھا۔ عیسائی منادوں نے ہندوستان اور اسلامی ممالک اور افریقہ کے گاؤں گاؤں شہر شہر میں جاکر تبلیغ کا جال پھیلا دیا تھا بلکہ یورپ کے بعض چیدہ چیدہ اور اہم پادریوں کو ایشیا اور افریقہ کے خاص علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے بھیجا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے ہندوستان کیلئے یہ منصوبہ بنا لیا تھا کہ چند سالوں میں پورا ہندوستان ہمیشہ کیلئے عیسائیت کی آغوش میں آجائے ۔ دوسری طرف آریہ ساجیوں نے بھی اسلام کے خلاف زبردست محاذ قائم کر لیا تھا۔ عیسائیت کے اس قدر عروج اور آریہ سماج کے زہریلے موقف نے بعض مسلمانوں میں انتہائی بے چینی اور مایوسی پیدا کر دی تھی۔ یہ صورت حال اس وجہ سے پیش آئی کہ مسلمانوں کے پاس عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے بالمقابل تبلیغ اسلام کیلئے کوئی افادی اور بنیادی لٹریچر موجود نہیں تھا۔ جو کہ اس خطرہ کا ازالہ کر سکتا اور اس فتنہ کا منہ توڑ جواب دے سکتا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت کی شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک قلمی جہاد شروع کیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

حضور نے اپنی متعدد کتب میں عیسائیت کے مروجہ عقائد پر قلم اٹھایا اور حضرت مسیح کی خدائی اور کفارہ کی تردید کی اور لکھا کہ عیسائیت کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کر دو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ (ازالہ اوہام)

آپ نے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت فرمایا کہ حضرت رسول کریم ﷺ ہی سید الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس نے ایسے وقت میں جبکہ اسلام کے خلاف ہر سمت سے یلغار ہو رہی تھی: یہ پرشوکت اعلان فرمایا کہ سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ (فتح اسلام)

پھر فرمایا وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیائی اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ (فتح اسلام)

خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

آج ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے کلام کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں آپ پر ایمان لانے والے اور حضرت محمد ﷺ سے عشق رکھنے والے نہ ملتے ہوں۔ بلکہ اس کرہ ارض پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں پر مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی آواز نہ پہنچ رہی ہو۔ الحمد للہ۔

اسلام کے خلاف آریہ ساجیوں نے محاذ قائم کر کے فضاء کو انتہائی مسموم کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے بہت ہی اہم اقدام اٹھائے اور کئی کتب تحریر فرمائیں جن میں ان کے عقائد باطلہ کا رد فرمایا اور آریوں کی حقیقت کو دو اور دو چار کی طرح طشت ازبام کر کے ان کے زہر آلود لٹریچر کا قلع قمع کر دیا۔ چنانچہ آپ کی کتب۔ "سرمہ چشم آریہ" "نسیم دعوت" "آریہ دھرم" کی اس پر شہادت ناطق ہے۔

اسی طرح سے آپ نے مسلمانوں کے اندر پھیلے غلط رسم و رواج خاص طور پر حیات مسیح ناصری علیہ السلام کے عقیدہ کو ازروئے قرآن کریم غلط ثابت کیا اور آپ نے قرآن کریم کی تیس سے زائد ایسی آیات کریمہ دلائل کے طور پر پیش فرمائیں۔ جن سے حضرت مسیح ناصری کی وفات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے اندر چلا آرہا یہ خلاف قانون خداوندی عقیدہ غلط ثابت ہو گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہب اسلام کی حقانیت پر متعدد کتب تحریر فرمائیں اور آپ نے ہر مذہب والے کو روحانی مقابلے کیلئے چیلنج دئے۔ اسلام اور قرآن کریم کے فضائل کے پرشوکت دلائل سے اسلام کو کامل مذہب ثابت کیا اور ان کتب کے رد کے لئے آپ نے انعامات پیش کئے مگر کوئی شخص مقابل پہ نہ آیا۔ آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہرچند ہر مخالف کو مقابل پر بلایا ہم نے

چنانچہ براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نور الحق کتب اس پر شاہد ناطق ہیں آپ نے قرآن کریم کے فضائل اور کامل کتاب ہونے کے مختلف دلائل تحریر فرمائے اور قرآن کریم کی صداقت پر دلائل کا ایک ڈھیر جمع کر دیا اور اس پاک و مقدس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دی۔ آپ نے اہل اسلام کی جملہ مشکلات کا حل قرآن کریم سے پیش فرمایا اور قرآن کریم کے ناسخ و منسوخ ہونے کے عقیدہ کی آپ نے تردید فرمائی۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اکابرین ملت نے آپ کے ان کارہائے نمایاں کو دیکھ کر اسطرح خراج تحسین پیش کیا ہے۔

☆ ایسے لوگ جن سے مذہبی اور عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہوں ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔

☆ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلے پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔

★ مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ تھے۔ اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے۔ جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم۔ بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہبا مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مردہ دلوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی۔

☆ کریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرض یہ کہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند کو ممتاز و برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔

اللهم صلِ علىٰ محمد وعلىٰ آل محمد۔

آسنور کشمیر میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ امسال رمضان المبارک میں آسنور میں نماز باجماعت میں غیر معمولی حاضری نماز تراویح اور درس و تدریس کی وجہ سے کافی رونق رہی۔ اور اس دفعہ کے رمضان المبارک میں جو خاص بات تھی وہ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس القرآن تھا احباب جماعت نے اس سے بھرپور استفادہ کیا ہر گھر میں اور مسجد بشارت میں درس سنا جاتا رہا۔ اس سے پہلے جماعت احمدیہ آسنور میں ڈش انٹینا کی سہولت نہیں تھی۔ آخری عشرہ میں ۴ افراد کو مسجد بشارت میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

(عبدالحکیم سیکرٹری تعلیم و تربیت)

ولادت

مکرم شیخ عقیل الرحمٰن صاحب اور مکرمہ عطیۃ القدیر صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲/ فروری ۹۸ بروز پیر پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نام حبیب الرحمٰن تجویز کیا گیا ہے نومولود مکرم شیخ مسعود الرحمٰن صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا اور خاکسار کا پہلا نواسہ ہے۔ احباب سے درازی عمر ۔ نیک صالح اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی التجا ہے۔

(عبدالمبارک نمائندہ الفضل لاہور)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

۱۸۹۸ء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک سال

چیدہ چیدہ واقعات کی مختصر جھلکیاں

از حیات طیبہ مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم (سابق سوداگرمل)

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا اجراء

قادیان میں جماعت کی تعداد دن بدن بڑھ رہی تھی مگر اپنی جماعت کے بچوں کیلئے کوئی سکول جاری نہیں تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ جماعت کے احباب کو مجبوراً اپنے بچوں کو ایک مقامی آریہ سکول میں بھیجنا پڑتا تھا۔ حضرت اقدس کو رپورٹ موصول ہوئی کہ آریہ سکول میں اسلام کے خلاف اعتراضات کئے جاتے ہیں اور اس طرح ہمارے بچوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حضور کے حساس دل کو یہ سنکر سخت صدمہ پہنچا اور حضور نے فوراً ایک اپنا سکول جاری کرنے کا فیصلہ کرلیا چنانچہ حضور نے ۱۵ر ستمبر ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ احباب جماعت سے چندہ کی اپیل کی اور پھر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء میں بھی احباب کو اس طرف متوجہ کیا جس کے نتیجہ میں ابتدا ۱۸۹۸ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ تعلیم الاسلام جاری ہوگیا اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔

قادیان سے اخبار الحکم کا اجرا

مقدمہ اقدام قتل کی روئداد حضرت شیخ یعقوب علی صاحب لکھتے تھے مگر اخبارات اس روئداد کو شائع کرنے سے اعراض کرتے تھے حضرت شیخ صاحب کے دل میں اپنا اخبار جاری کرنے کا جوش پیدا ہوا چنانچہ انہوں نے ۱۸۹۷ء میں امرتسر سے الحکم نام ایک اخبار جاری کیا اور ۱۸۹۸ء میں سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر اسے امرتسر سے قادیان میں منتقل کرلیا اس اخبار نے سلسلہ کی خاص خدمات سرانجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بانی کو جزائے خیر دے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود ونزول کے متعلق حدیث پیش کرنے والے کو بیس ہزار روپیہ تاوان ادا کرنے کا اعلان

۲۴ر جنوری ۱۸۹۸ء کو کتاب البریہ شائع ہوئی۔ اس میں حضرات علماء کو مخاطب کرکے آپ نے ایک اعلان فرمایا کہ۔ ”پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کرسکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کیلئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور اپنی تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا“

حضرت اقدس کے اس چیلنج کو آج ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے (اب سو سال کا عرصہ ہوچکا ہے) حضرات علماء نے ہزارہا کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ”حیات مسیح“ کے مسئلہ پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں لیکن کسی صاحب کو آج تک یہ توفیق نہیں ہوسکی کہ حضور کے اس چیلنج کو قبول کرکے کوئی ایسی حدیث پیش کرتے جس میں جسم عنصری کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور اترنے کا ذکر ہوتا۔

پنجاب میں طاعون پھیلنے کی پیشگوئی

۶ فروری ۱۸۹۸ء کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ”خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔

اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے آپ نے اسی زور ایک اشتہار شائع فرمایا اور حضرات علماء کے فتووں کے خلاف لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ طاعون کے ایام میں اپنی بستی سے باہر کھلے میدان میں قیام کرنا تعلیم اسلام کی رو سے منع نہیں ہے۔ بلکہ حفظان صحت کے اصول کے لحاظ سے مفید ہے۔ البتہ طاعون زدہ بستی کو چھوڑ کر دوسری بستی میں جانا منع ہے کہ اس سے اور بستیوں میں بھی طاعون پھیل جانے کا خدشہ ہے۔

اس اشتہار کا نکلنا تھا کہ مکذبین اور منکرین کو استہزاء کا ایک اور موقعہ ہاتھ آگیا کیونکہ جس وقت حضور نے اشتہار شائع فرمایا اس وقت پنجاب میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اخبارات نے بھی ہنسی اڑائی۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے جو اس وقت لاہور کے چوٹی کے اخبارات میں شمار ہوتا تھا لکھا کہ:

”مرزا اسی طرح لوگوں کو ڈرایا کرتا ہے۔ دیکھ لینا خود اسی کو طاعون ہوگی“۔

آخر آپ کی پیشگوئی کے مطابق اگلے ہی جاڑے میں جالندھر اور ہوشیارپور کے اضلاع میں طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی اور یہ بیماری اس قدر پھیلی کہ گورنمنٹ کو انتظام کرنا مشکل ہوگیا۔

کتاب اُمہات المومنین کے متعلق ایک میموریل۔ ۴ر مئی ۱۸۹۸ء

ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت ہی گندی اور دلآزار کتاب ”امہات المومنین“ کے نام سے شائع کی جس میں آنحضرت ﷺ اور حضور کی ازواج مطہرات کی شان میں بہت بڑی گستاخی سے کام لیا گیا تھا۔ جب وہ گندہ دہن شخص ایک ہزار کتاب مسلمانوں میں مفت تقسیم کرچکا تو انجمن حمایت اسلام لاہور نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا۔ جس میں اس کتاب کی ضبطی کا مطالبہ کیا حضرت اقدس کو جب اس میموریل کا علم ہوا تو حضور نے اسے ناپسند فرمایا اور خود ایک میموریل تیار کرکے گورنمنٹ کو بھیجا۔ اور اہل اسلام کو بھی توجہ دلائی کہ جبکہ اس کتاب کی ایک ہزار کاپی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی جاچکی ہے تو اب اس کتاب کے ضبط کئے جانے کا کیا فائدہ۔ اب تو اس کتاب کا جواب لکھ کر اُسے مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہئے تا ان کے زخموں کیلئے مرہم کا کام دے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ پادریوں نے اس قسم کی سینکڑوں کتابیں مسلمانوں کا دل دکھانے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کیلئے شائع کی ہیں اس کا علاج تو یہ ہے کہ ان کا ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے اور اگر گورنمنٹ اس طریق کو ناپسند کرتی ہے تو اُسے آئندہ کیلئے مذہبی مناظرات میں دلآزار اور ناپاک کلمات کے استعمال کو حکماً روک دینا چاہئے۔

رشتہ ناطہ کے متعلق جماعت کو ہدایات۔ ۷ جون ۱۸۹۸ء

اب تک غیر از جماعت لوگوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کے بارہ میں کوئی پابندی نہیں تھی لیکن جب حضرت اقدس نے دیکھا کہ ہمارے بچوں کا گزارہ مناسب مذہبی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے غیروں میں نہیں ہوسکتا تو جماعت کے نام ایک اہم ہدایت جاری فرمائی۔

حضور فرماتے ہیں ”چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہورہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اُن کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کیلئے اور نیز ان کو اہل واقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کیلئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہوکر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہوگئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں۔ علم میں۔ فضیلت میں۔ خاندان میں۔ پرہیزگاری میں۔ خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کیلئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کیلئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے“

مقدمہ انکم ٹیکس ۱۸۹۸ء

حضرت اقدس کے معاندین و مخالفین نے یہ دیکھ کر کہ قتل عمد کا جو مقدمہ ان کے خلاف قائم کیا گیا تھا اس سے بھی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا تو انہوں نے مالی نقصان پہنچانے کی غرض سے آپ کے خلاف انکم ٹیکس کا مقدمہ قائم کرادیا۔ جو بٹالہ کے ایک ہندو تحصیلدار کی عدالت میں دائر ہوا۔ آپ نے عذرداری کرنی چاہی۔ مگر عذرداری کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ حساب کتاب کا روزنامچہ پیش کیا جائے خدام روزنامچہ تیار کررہے تھے کہ حضرت اقدسؑ پر کشفی حالت طاری ہوکر معلوم ہوا کہ ہندو تحصیلدار صاحب تبدیل ہوگئے ہیں اور ان کی جگہ ایک مسلمان تحصیلدار صاحب آئے ہیں انشاء اللہ مقدمہ کا انجام بخیر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ ہندو تحصیلدار صاحب بدل گئے اور ان کی جگہ ایک مسلمان تحصیلدار صاحب جن کا نام تاج الدین تھا آگئے اور انہوں نے پوری جانچ پڑتال کرنے کے بعد ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کردی کہ چندے کے ذریعہ ان کے پاس جو روپیہ آتا ہے وہ سب کا سب قومی کاموں پر خرچ ہوتا ہے اور ان کی ذاتی آمدنی اس لائق نہیں ہے کہ اس پر قانوناً ٹیکس لگایا جاسکے۔ ۱۳ر اگست ۱۸۹۸ء کو تحصیلدار صاحب نے رپورٹ پیش کی اور ۱۷ر ستمبر ۱۸۹۸ء کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور مسٹر ڈیکسن نے اپنا فیصلہ دیا جس میں لکھا کہ

”ہمیں اس شخص (حضرت اقدس مؤلف) کی نیک نیتی پر شبہ کرنے کیلئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ہم کو اس کی آمدنی کو جو چندے کے ذریعے سے ہوتی ہے جسے وہ ۵۲۰۰ بیان کرتا ہے ٹیکس سے مستثنیٰ کرتے ہیں کیونکہ زیر دفعہ (۵)(E) وہ محض مذہبی اغراض کیلئے صرف کی جاتی ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو دعوت مباہلہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی حضرت

اقدس سے عداوت اور دشمنی کسی باخبر انسان سے مخفی نہیں۔ آپ ہی تھے جنہوں نے تمام ہندوستان میں پھر کر قریباً دو سو مولویوں سے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کیا۔ اور آپ ہی تھے جنہوں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ

”میں نے ہی مرزا کو اُونچا کیا تھا اور میں ہی اُسے نیچے گراؤں گا“

اور آپ ہی تھے جو دن رات حضرت اقدس کو نقصان پہنچانے کی فکر میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ کی اس معاندانہ روش میں کسی قسم کی کمی نہ پاکر حضرت اقدس کے کچھ مریدوں نے تمام اہل اسلام کو مخاطب کر کے اکتوبر ۱۸۹۸ء میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں مخالفوں سے کہا کہ اگر آپ لوگ اپنے آپ کو اپنے معتقدات میں سچا سمجھتے ہیں تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے کہیں کہ وہ حضرت اقدس سے مباہلہ کیلئے تیار ہو جائیں۔ اگر انہوں نے مباہلہ کر لیا اور اس مباہلہ کا کھلا کھلا اثر سال بھر کے اندر ظاہر نہ ہو گیا تو مولوی محمد حسین صاحب کو مبلغ دو ہزار پانچ سو پچیس روپے آٹھ آنے کی رقم بطور انعام دی جائے گی۔ مولوی صاحب موصوف اگر چاہیں تو ہم ان کے اطمینان کیلئے بعد منظوری مباہلہ یہ رقم تین ہفتہ کے اندر اندر انجمن حمایت اسلام لاہور یا بنگال بنک میں جمع کرا دیں گے

مولوی ابوالحسن تبتّی اور جعفر زٹلی کے اشتہارات

اس اشتہار کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دو شاگردوں اعنی مولوی ابو الحسن صاحب تبتی اور مولوی محمد بخش صاحب جعفر زٹلی نے علی الترتیب ۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۸ء اور ۱۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس کے خلاف دو اشتہار شائع کئے جن میں لغویات کے سوا کام کی کوئی بات نہیں تھی۔

حضرت اقدسؑ کی دُعا
۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء

حضرت اقدس نے مذکورہ بالا دونوں اشتہارات پڑھ کر ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دُعا کی۔

”اے میرے ذوالجلال پروردگار! اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھ کو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ر نومبر ۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ تو اے میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے لیکر ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر۔ اور اس روز کے جھگڑے کا فیصلہ فرما لیکن اگر اے میرے آقا! اے میرے مولا! میرے منعم! میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں۔ تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دُعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک [illegible] کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی کو جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کیلئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر“۔

اسی اشتہار میں آگے چل کر حضور لکھتے ہیں۔

”یہ دُعا تھی جو میں نے کی اس کے جواب میں یہ الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا“۔

پھر آپ نے چند عربی کے الہامات بھی اس اشتہار میں درج فرمائے جن میں سے بعض الہام یہ تھے۔

اتعجب لا مری جزاء سیئة سیئة بمثلها وترهقهم ذلة مالهم من الله من عاصم۔

”یعنی کیا تم میرے حکم پر تعجب کرتے ہو۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان لوگوں پر ذلت طاری ہوگی۔ اللہ (کے عذاب) سے کوئی انہیں بچا نہیں سکے گا“۔

خدائی فیصلہ کا ظہور

حضرت اقدس کی یہ دُعا جناب الٰہی میں قبول ہو گئی اور اس نے مولوی محمد حسین صاحب کی ذلت کے یہ اسباب پیدا کئے۔

مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت اقدس کے اس اشتہار سے قبل ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو خفیہ طور پر اپنے رسالہ اشاعت السنہ کا ایک ایڈیشن انگریزی میں نکالا جس میں گورنمنٹ کو مخاطب کر کے حضرت اقدس کے بارہ میں یہ لکھا کہ یہ شخص جو مدعی مہدویت ہے یہ مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور ابھی جو یہ اظہار وفاداری کرتا ہے تو محض دفع الوقتی کے طور پر کرتا ہے جب یہ طاقت پکڑ جائے گا تو گورنمنٹ سے ایسی ٹکر لے گا کہ مہدی سوڈانی گورنمنٹ کو بھول جائے گا۔ گورنمنٹ کو چاہئے کو فوراً اس شخص کو گرفتار کر لے اور اپنی نسبت لکھا کہ میں چونکہ کسی ایسے مہدی کی آمد کا قائل نہیں ہوں اور ایسی تمام حدیثوں کو مجروح جانتا ہوں جن میں مہدی کی آمد کا ذکر ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا رہتا ہوں۔

اس اشتہار میں اس نے حضرت اقدس کی نسبت یہ بھی لکھا کہ اس کے امیر عبدالرحمٰن خاں والی افغانستان کے ساتھ تعلقات ہیں اور یہ اپنے پٹھان مریدوں کے ذریعہ سے اس سے نامہ و پیام رکھتا ہے۔

اس خفیہ اور جھوٹی مخبری پر گورنمنٹ نے اُسے چک ۲۳ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور میں چند مربعے اراضی بطور انعام دی اور حضرت اقدس کے بارہ میں تحقیقات کیلئے خفیہ ہدایات جاری کر دیں۔

پولیس کا چھاپا

اکتوبر ۱۸۹۸ء کا آخر تھا۔ حضرت اقدس کے خدام نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے مسجد مبارک کی چھت پر جمع ہو رہے تھے کہ ایک دن شام کو سپرنٹنڈنٹ پولیس رانا جلال الدین خان انسپکٹر پولیس کی معیت میں پولیس کا ایک دستہ لیکر مسجد مبارک کی چھت پر پہنچ گئے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مسجد میں موجود تھے وہ یہ نظارہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں اطلاع بھجوائی آپ اطمینان کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ ہم آپ کی خانہ تلاشی کیلئے آئے ہیں کیونکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے امیر کابل کے ساتھ تعلقات ہیں اور آپ طاقت پکڑ کر گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ نبرد آزما ہونا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم تو گورنمنٹ انگریزی کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو مذہبی آزادی اور عدل و انصاف اس حکومت میں ہے اور کہیں بھی نظر نہیں آتا اور ہم بذریعہ تلوار اسلام کی اشاعت تعلیم اسلام کی رو سے ناجائز سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے اپنی اشاعت کیلئے تلوار کا محتاج نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں تلاشی دینے میں کوئی عذر ہے۔ البتہ ہماری نماز کا وقت ہو گیا ہے اگر مہربانی کر کے آپ ذرا ٹھہر جائیں تو ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ایک شریف انسان تھے۔ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور نماز کا نظارہ دیکھنے لگے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے امامت کرائی ایک تو وہ خوش الحان تھے ہی دوسرے پولیس کی آمد کا بھی ان پر اثر تھا۔ انہوں نے اس خوش الحانی اور سوز و گداز سے قرآن کریم پڑھا کہ نمازیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس پر اس نماز کا ایسا اثر ہوا کہ جب حضرت مولوی صاحب نے سلام پھیرا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرت اقدس سے کہنے لگا کہ مرزا صاحب! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ایک راستباز اور خدا پرست انسان ہیں اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے سب سچ ہے۔ یہ دشمنوں کا آپ کے خلاف غلط پراپیگنڈہ تھا۔ لہٰذا میں آپ کی خانہ تلاشی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور یہ کہہ کر کپتان صاحب تو پولیس کو لے کر چلے گئے لیکن حضرت اقدسؑ حیران ہوئے کہ اس خانہ تلاشی کا باعث کون سا گروہ ہے؟ آخر دسمبر ۱۸۹۸ء میں کسی شخص کے ذریعہ آپ کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا وہ رسالہ ہاتھ لگ گیا جس کو پڑھوا کر سننے سے آپ پر ساری حقیقت منکشف ہوئی۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس نے ۲۷ر دسمبر ۹۸ء کو گورنمنٹ انگلشیہ کو مخاطب کر کے ایک رسالہ بنام کشف الغطا لکھا جس میں اپنے خاندانی حالات بیان کرنے کے بعد مولوی محمد حسین صاحب کی اس چالاکی کو طشت از بام کیا جو انہوں نے گورنمنٹ سے مربعے حاصل کرنے کیلئے کی تھی۔

ایک استفتاء

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس انگریزی رسالہ میں یہ کہہ کر کہ میں کسی مہدی کی آمد کا قائل نہیں ہوں اور ایسی احادیث کو جن میں امام مہدی کی آمد کا ذکر ہے مجروح سمجھتا ہوں مربعے حاصل کرنے کے لئے صریحاً دروغ بے فروغ سے کام لیا تھا۔ اس پر ان کے رسوا ہونے کا یہ قدرتی سامان پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کے ایک مخلص مرید ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب گوڑیانوی کے دل میں ڈالا کہ اس موقعہ پر کوئی دینی خدمت بجا لانی چاہئے۔ چنانچہ وہ کرسمس ۱۸۹۸ء کے ایام میں قادیان حاضر ہوئے۔ جلسہ تو بعض اسباب کی بناء پر کرسمس کے ایام میں نہ ہو سکا البتہ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا انگریزی رسالہ پڑھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور مجھے ایک استفتاء لکھوا دیں میں علماء سے اس پر دستخط کروا لاؤں گا۔ حضور نے جو استفتاء لکھوایا وہ درج ذیل ہے۔

استفتاء

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ کو کہ جس پر تمام اہل سنت دلی یقین رکھتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے اور راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اور اجماع کا چھوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے بَيِّنُوا وتُوجَرُوا

المرقومہ ۲۹ر دسمبر ۹۸ء مطابق ۱۵ر شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ

السائل المعتصم بالله الا حد مرزا غلام احمد عافاه الله واید“

یہ استفتاء لیکر محترم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب ان بڑے بڑے علماء میں سے بعض چیدہ علماء کے پاس پہنچے جن سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت اقدس کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کئے تھے مگر اتنی احتیاط کی کہ استفتاء کے آخر سے حضرت اقدس کا نام علیحدہ کر دیا۔ حضرات علماء کو اپنے مکرم و معظم جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے انگریزی رسالہ کا تو کچھ علم نہیں تھا انہوں نے اس خیال سے کہ یہ استفتاء مرزا غلام احمد کے متعلق ہے خوب جی کھول کر فتوے لکھ دیئے کہ ایسا شخص ضال و دجال اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت اقدس کی خدمت میں جب مولوی صاحبان کے فتوے پہنچے۔ تو حضور نے ۳ر جنوری ۱۸۹۹ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ ان تمام فتاویٰ کو شائع کر دیا۔ حضرت اقدس کا یہ اشتہار دیکھ کر مولوی محمد حسین صاحب کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اور فتوے دینے والے مولوی صاحبان میں ہلچل پڑ گئی۔ بعض نے تو یہ لکھ دیا کہ ہم نے مولوی محمد حسین صاحب پر فتویٰ دیا ہی نہیں مرزا غلام احمد پر دیا ہے باقی علماء میں سے دو نے یہ لکھا کہ ہم نے فتویٰ کسی خاص شخص پر نہیں بلکہ استفتاء کے مطابق دیا ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے مذکورہ بالا اشتہار میں الہام جزاء سیئة سیئة بمثلها وترهقهم ذلة پیش کر کے لکھا کہ جو پیشگوئی میں نے ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی تھی وہ پوری ہو گئی اور لکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے تو میری طرف جھوٹی باتیں اور غلط عقائد منسوب کر کے میرے لئے علماء سے کفر کے فتوے حاصل کئے تھے مگر خود

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے
گیارھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

وزیر برائے سیاسی امور اور جنجہ کے مقامی ممبر پارلیمنٹ کی شرکت جماعت کے نظم و ضبط اور تعلیم و صحت کے میدان میں جماعتی خدمات پر اظہار تحسین

جماعت احمدیہ یوگنڈا کا گیارھواں جلسہ سالانہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ / دسمبر کو ملک کے دوسرے بڑے شہر جنجہ میں منعقد ہوا۔

جلسہ کا انتظام Jinja Senior Secondary School کی وسیع و عریض عمارت میں تھا یہ اسکول ایک زمانہ میں مشرقی افریقہ کا سب سے بڑا اسکول سمجھا جاتا تھا۔ سکول کے وسیع ہال میں مرد حضرات کی جلسہ گاہ تھی عورتوں کیلئے ہال کے ساتھ ہی مارکی (Marquee) لگائی گئی تھی۔

۱۲ / دسمبر کو بعد نماز جمعہ تین بجے تلاوت و نظم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مہمان خصوصی جنجہ کے ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ افتتاحی خطاب میں امیر جماعت احمدیہ یوگنڈا نے مہمان خصوصی اور دیگر معزز مہمانوں کو جماعت کا مختصر تعارف کروایا۔ اس کے بعد مکرم شیخ سلیمان سوانیانان نے Freedom of faith and conseience in Islam کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی ملکی خدمات اور اس میں لیڈر شپ کو سراہا اور عیسائیوں اور مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کی تقلید کا مشورہ دیا۔

بعد نماز ظہر و عصر دوسرے دن کے جلسہ کا آغاز تلاوت و نظم کے ساتھ ہوا۔ پہلی تقریر مکرم شیخ محمد علی صاحب کائرے کی "اطاعت نظام" کے موضوع پر ہوئی۔ دوسری تقریر مکرم شیخ یوسف علی کائرے صاحب نے "The Promised Missiah's love for the Holy Prophet" کے عنوان سے کی اس کے بعد خواجہ مظفر احمد صاحب نے "The Importance of Tarbiyat according to the teaching of Islam" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم طاہر محمود صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا اور مہمان خصوصی Mr. Medi Kaggwa صاحب وزیر برائے سیاسی امور کو اظہار خیالات کیلئے دعوت دی جس میں انہوں نے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے ذریعہ تمام مذاہب سے آگے نکلنے کی نصیحت کی اور جماعت احمدیہ کی خدمات کی تعریف کی۔

دوسرے دن کا آخری اجلاس مغرب و عشاء کے بعد تلاوت و نظم کے ساتھ شروع ہوا اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر One aspect in the life of the Holy Prophet کے عنوان سے ہوئی اور دوسری تقریر مکرم سلیمان موانجے صاحب نے "Financial Sacrifice in Islam" کے موضوع پر کی۔

آخری روز اللہ کے فضل و کرم سے نماز ظہر و عصر کے بعد جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کی خبر ملک کے دو اہم ریڈیو سٹیشنوں نے نشر کی اور مکرم امیر صاحب کا انٹرویو بھی نشر کیا۔ اور UTv نے بھی جلسہ کی بہت اچھی خبر نشر کی۔ (رپورٹ اظہر اقبال سیفی یوگنڈا)

حضرت منشی نبی بخش صاحبؓ

میرے دادا حضرت منشی نبی بخش صاحبؓ کلرک دفتر ایگزیمز ریلوے لاہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ ۲۷ / دسمبر ۱۸۹۱ء قادیان میں پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر امام زماں مہدی موعود مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کر کے زمرہ صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور تحریرات میں ان کا نام یوں تحریر فرمایا ہے "نبی بخش" "میاں نبی بخش" "منشی نبی بخش" "بابو نبی بخش"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ۳۱۳ صحابہ کی فہرست آئینہ کمالات اسلام میں شائع فرمائی ہے جہاں میرے دادا کا نام یوں درج ہے۔

۲۶۳۔ میاں نبی بخش صاحب راولپنڈی۔ محلّہ قطب الدین۔ کلرک اگزیمز آفس لاہور۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۴)

پھر حضور اقدس علیہ السلام نے دوبارہ اپنے اصحاب ۳۱۳ کی فہرست اپنی کتاب "ضمیمہ انجام آتھم" میں شائع فرمائی لیکن اس فہرست میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے میرے دادا مرحوم کا نام یوں شائع ہو گیا۔

۷۳۔ شیخ نبی بخش۔۔۔ لاہور۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۲)

بہت دیر تک مؤرخ احمدیت یا الفضل اخبار کے ایڈیٹر صاحب یا سلسلہ کے دوسرے لٹریچر اور کتابیں لکھنے والے "شیخ نبی بخش" اور "میاں نبی بخش" کو دو علیحدہ علیحدہ شخصیات تصور کرتے رہے ہیں۔ میں نے اپنے دادا کے حالات اکٹھے کرنے شروع کئے تو خصوصاً اس غلطی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کی طرف سے تصدیق مل گئی جس پر یہ الفاظ تحریر ہیں کہ رجسٹر روایات جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵ پر مکرم عبدالعزیز صاحب ولد حضرت صوفی نبی بخش صاحب کی منسلکہ روایت دستیاب ہو گئی ہے جس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۲ کی فہرست ۳۱۳ اصحاب میں نمبر ۷۳ پر شیخ نبی بخش صاحب سے حضرت صوفی نبی بخش صاحب ہی مراد ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کسی ایک موقعہ پر میرے دادا کو "صوفی" کے لقب سے نوازا تھا۔ اسلئے سلسلہ کے لٹریچر، اخبارات اور تاریخ احمدیت لاہور میں آپ صوفی نبی بخش کے نام سے لکھے جاتے ہیں۔ آپ ولی اللہ انسان تھے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ سے انتہائی عشق تھا۔ صاحب الہام تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا حلیہ مبارک اور لباس مبارک بچپن میں جب آپ طالب علم تھے ایک مبشر خواب کے ذریعہ دکھایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

(راجہ عبدالجبار۔ جرمنی)

سگریٹ نوشی سے کینسر اور دل کی بیماریاں بڑھتی ہیں

یو این آئی نے ایک خبر میں بتایا ہے کہ تمباکو نوشی کا استعمال ختم کرانے والی قومی ادارہ نے وارننگ دی ہے کہ اگر سگریٹ نوشی کم نہ ہوئی تو ۲۰۰۰ تک سگریٹ نوشی سے متعلقہ بیماریوں سے مرنے والوں کی تعداد ۳۰ لاکھ سالانہ ہو جائے گی۔ ادارہ کے صدر جناب شردوئیدیہ نے یو این آئی کو بتایا کہ اس وقت سگریٹ نوشی سے اموات کی تعداد ہر سال ۱۰ لاکھ ہے اور اب اموات بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس وقت تمباکو سے ہونے والے کینسر کے مریضوں کیلئے ہسپتالوں میں کوئی سہولات نہیں ہیں۔ اور اگر ہسپتال نہ بنائے گئے تو بیماری سے اموات بڑھتی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ تمباکو سے نہ صرف لوگوں کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ اس سے ذہن کو بھی نقصان پہنچتا ہے تمباکو نوشی سے کینسر کے علاوہ عارضہ دل بھی ہوتا ہے پھیپھڑوں کی بیماری ہو جاتی ہے۔ اور پھیپھڑوں میں لچک جاتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر دئیدیہ جو پنجم گوا میں معالج ہیں نے کہا کہ دیش میں قائم ہونے والی سرکاروں نے سگریٹ انڈسٹری کو بھاری منافع کمانے میں مدد دی ہے۔

اینٹی بائیوٹک دوائیاں اب ہارٹ اٹیک میں بھی مفید

دل کی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کیلئے میڈیکل سائنس نے ایک نئی کھوج کی ہے اور اس بیماری میں مبتلا لوگوں کیلئے امید کی کرن پیدا ہو گئی ہے۔ "گوفنکل" جو دنیا میں امراض دل کے سپیشلسٹوں میں کافی اہم مانے جاتے ہیں نے انجائنا میں اس بیماری سے دکھی مریضوں میں پایا کہ ایک طرح کی انفیکشن دل کی دھمنیوں میں جمی رکاوٹ میں دراڑیں پیدا کرتی ہے۔ ان دراڑوں سے خون کا جماؤ دھمنیوں میں پوری طرح سے رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ کے طور پر دل کو خون کی کم سپلائی سے یکایک ہارٹ اٹیک ہوتا ہے دل کی بیماری خصوصاً ایسے مریضوں کو ہوتی ہے جو ان سٹیبل انجائنا میں مبتلا تھے ایک ماہ تک لگاتار اینٹی بائیوٹک کی خوراک دی جانے سے ان مریضوں میں سے کچھ مریض جن کی حالت کافی خراب تھی اینٹی بائیوٹک کی خوراک کھانے سے ان کو نہ تو انجائنا اور نہ ہی دل کی درد کی شکائت ہوئی۔ ایسی حالت میں اکثر امراض دل کے ماہرین کے نزدیک بیماری کی جانچ کرنے کیلئے انجیوگرافی یا پھر انجیو پلاسٹی بائی پاس سرجری کی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ان مریضوں کو شکایت نہ ہونے پر ایسا کچھ نہیں کرنا پڑا۔ انگلینڈ کے بھی ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر سندیپ گپتا اندر موہند ہسپتال دلی کے دل کی امراض کے سپیشلسٹ ڈاکٹر کے کے اگروال نے واضح کیا ہے کہ ہارٹ اٹیک یا پھر ان سٹیبل انجائنا سے دکھی مریضوں کو ڈاکٹر اپنے علاج میں اینٹی بائیوٹک کا کورس دے سکتے ہیں۔

فولک ایسڈ وٹامن جو ہری سبزیوں میں پایا جاتا ہے نہ کھانے پر بھی یہ کمی جسم میں ہو سکتی ہے یا پھر جسم میں موجود ہوموسٹن کی زیادہ مقدار ہونے پر دراڑیں آتی ہیں اس نئی کھوج میں کلومائیڈیا نمونی نامی بیکٹریا بھی دل میں ہوئی رکاوٹ کا باعث پایا گیا اور خون میں بھی اس کے نقائص پائے گئے۔ ان دونوں کے دیکھتے ہوئے ڈاکٹروں نے اپنے سبھی دل کے مریضوں کو اینٹی بائیوٹک دینا شروع کیا اور کافی کامیابی حاصل کی اس کے علاوہ "السر" پیدا کرنے والا خاص بیکٹریا "ہیلی کو بیٹر پائیلوری" بھی دل کے دراڑوں کا موجب پایا گیا السر سے بھی انفکشن ہو سکتی ہے جس کا علاج اینٹی بائیوٹک ہی ہے۔

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

جماعتی انتخابات کے متعلق حضور انور کی خصوصی ہدایات

حضور انور نے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/4/95 میں جماعتی انتخابات کے متعلق جو ارشادات و ہدایات فرمائی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

☆-اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ کسی قسم کی کوئی رعایت کوئی تعلقات کا واسطہ انتخابات پر اثر انداز نہ ہو۔ تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ اُس میں یہ بحث نہیں آئے گی کہ چالاک کون ہے یا دنیا کے لحاظ سے کون اہلیت رکھتا ہے۔

☆-انتخابات کیلئے یہ شرط ہوتی ہے کہ باشرح چندہ دینے والا ہو جس کا کوئی بقایا نہ ہو۔ بعض لوگ شرح کے ساتھ چندہ نہیں دیتے اور آخر پر اکٹھا دے دیتے ہیں۔ اُن کا نام میرے نزدیک انتخاب کیلئے شمار نہیں ہونا چاہئے۔

☆-اب تک جو ہو چکا ہو چکا آئندہ ہرگز آپ نے یہ حرکت نہیں کرنی۔ جو تقویٰ کے ساتھ باقاعدہ چندہ ادا کرتا ہو اگر اُنکا کسی بناء پر بقایا رہ جائے وہ اُس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ اگر جماعت (انتخاب کے موقعہ پر) چندے لیکر ممبر بنائے گی اور میرے علم میں آئے گا تو اُن لوگوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

☆-وہ لوگ جنہوں نے میری عام رعایت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مجھے لکھ کر مجھ سے اجازت حاصل کرلی ہو کہ ہمیں پورا چندہ دینے کی توفیق نہیں ہے ہم اتنا دے سکتے ہیں اُن کو ووٹ دینے کا حق ہو گا اور مجلس انتخاب میں منتخب ہو سکتے ہیں۔ خود ووٹ دے سکتے ہیں۔ امیر کو ووٹ دے سکتے ہیں۔ مگر خود عہدے کیلئے منتخب نہیں ہو سکتے۔

☆-جو کسی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے بغیر کسی آمد اور شرح سے چندے دیتے ہیں اُن کا انتخاب میں شریک ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

☆-انتخابات کے تعلق سے ایک صوبائی امیر کے استفسار کے جواب میں حضور انور نے اُس امیر کو اور ناظر صاحب اعلیٰ کو تحریر فرمایا کہ "اس معاملہ میں کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی۔ ہر حال میں ہم نے نظام جماعت کو مضبوط کرنا ہے۔"

پس حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ یہی ہے کہ نظام جماعت کی لگام ایسے شخص کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔ جو مالی قربانی اور تقویٰ سے عاری ہو۔ اگر جماعتیں حضور انور کے اِن ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے انتخابات کروائیں گی تو حضور انور کے ہی اپنے الفاظ میں "اللہ تعالیٰ آپ کی تائید میں کھڑا ہو گا اور آپ کے فیصلے کی خامیوں کے ضرب سے جماعت کو محفوظ رکھے گا۔"

جملہ اُمراء و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ موجودہ مالی سال 98-97ء 31/ مارچ کو ختم کیا جارہا ہے اور نیا مالی سال یکم اپریل سے شروع ہو گا۔ اور آئندہ بھی مالی سال کا آغاز یکم اپریل سے ہی ہوا کرے گا۔ اِس لحاظ سے جن افراد کا بھی بقایا ہے وہ 31/ مارچ تک بے باق ہو جانا چاہئے۔ اِس موقعہ پر باقاعدہ 99-98ء کا بجٹ بھی باشرح تشخیص کروائیں۔ اِس غرض کیلئے جماعت کے مخلص دیانت اور تقویٰ کے ساتھ چندہ دینے والے تین چار افراد پر مشتمل جائزہ کمیٹی تشکیل فرمائیں۔ اگر مرکزی نمائندہ موجود ہو تو اس کمیٹی میں اُن کو بھی شامل کریں۔ ہر فرد سے اُس کی ماہانہ یا سالانہ آمدنی معلوم کر کے بجٹ تشخیص کروائیں۔ اگر معین طور پر ثبوت موجود ہو کہ فلاں فرد اپنی حقیقی آمد کو چھپا رہا ہے تو اُسے بے شرح میں شمار کریں۔ بصورت دیگر ہر ایک کا معاملہ اُس کے خدا کے ساتھ ہے۔ جو بھی باشرح بجٹ لکھوائے اور سابقہ بقایا بے باق کردے اُسے انتخاب میں شریک کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کی مساعی میں برکت عطا کرے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد

بقیہ : صفحہ (۹)

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی شہادت

فرمایا : "وقت تو بہر حال گذر جاتا ہے گوشت پلاؤ کھانے والے بھی آخر مر جاتے ہیں لیکن جو سخت تلخیاں دیکھ کر صبر کرتا ہے اس کو بالا آخر اجر ملتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی اس بات پر شہادت ہے کہ صبر کا اجر ضرور ہے۔۔۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی خاطر صبر نہیں کرتے ان کو بھی صبر کرنا ہی پڑتا ہے مگر پھر نہ وہ ثواب ہے نہ اجر۔ کسی عزیز کے مرنے کے وقت عورتیں سیاپا کرتی ہیں بعض نادان مرد سر پر راکھ ڈالتے ہیں تھوڑے عرصہ کے بعد ہی صبر کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں صبر وہ ہے جو ابتدا ہی میں انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیتا ہے۔ یہ بے حساب اجر کا وعدہ صرف صبر کرنے والوں کے واسطے ہی مقرر ہے۔۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱۰۔ صفحہ ۸۹)

قارئین کرام۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے مختلف اقتباس آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ موجودہ دور جماعت کیلئے غیر معمولی مصائب اور ابتلاء کا دور ہے یہ الٰہی جماعت کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ مصائب میں مبتلا کی جاتی ہے جو اخیر تک صبر کرتا ہے ہے دیکھ لیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے کسقدر شان کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔ ایک طرف کثرت کے ساتھ ہر قوم و ملت سے لوگ آغوش احمدیت میں آرہے ہیں دوسری طرف عالمگیر سطح پر مخالفت بھی شروع ہے۔ لٰہذا ہر فرد جماعت کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے مستفید ہوتے ہوئے صبر اور استقلال کے ساتھ تبلیغ حق میں لگا رہے تا مخالفت کے طوفان جماعت کے بڑھتے قدم میں لغزش پیدا نہ کر سکیں۔

☆☆☆☆

الیکٹرانکس۔ ڈش انٹینا ٹریننگ کلاس

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس ڈش انٹینا۔ گھریلو الیکٹریکل کام (Home Appliances) نئے ٹرانسفارمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۹۸ء تا جون ۱۹۹۸ء (عرصہ دو ماہ) قادیان میں منعقد ہو گی۔ انشاء اللہ۔ محترم جناب خالد رشید صاحب اور مکرم بشیر الشمس صاحب یہ کلاس لیں گے۔ آپ خواہش مند افراد جماعت کی تصدیق کر کے انکو اس کلاس میں شمولیت کیلئے بھجوا سکتے ہیں۔ درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہئے۔ گریجویٹ بی ایس سی طلباء کو فوقیت دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں درخواست دہندگان ہی قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجات سفر کے ذمہ دار ہوں گے قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہو گا۔ البتہ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

خواہش مند احمدی احباب اپنی درخواستیں متعلقہ جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان کی تصدیق سے داخلہ کیلئے نظارت امور عامہ قادیان کو تحریر کریں اور دو عدد فوٹو بھی بھجوائیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

پاکستان میں تباہی خیز ناگہانی سیلاب
دیہات کے دیہات بہہ گئے۔ سینکڑوں ہلاک

کوئٹہ (پاکستان) ۴ر مارچ (اے ایف پی۔ پ ٹ ا) سرکاری حکام نے آج بتایا کہ پاکستان کے جنوب مغربی صوبہ بلوچستان میں بارشوں کی وجہ سے طغیانی میں آیا دریائے کیچھ اپنے کناروں سے باہر بہہ نکلا جس کے نتیجہ میں بیسیوں دیہات تباہ ہو گئے۔ حکام نے بتایا کہ ایران کی سرحد سے لگتا تربت ضلع بری طرح متاثر ہوا ہے۔ جہاں گزشتہ دو دن سے بھی زیادہ دیر تک موصلہ دھار بارش کی وجہ سے وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا ہے۔ یہاں سے کوئی ۸۰ کلومیٹر مغرب میں کیچھ دریا کا پانی ۷۰ دیہات میں سے بہہ نکلا۔ تربت میں سینئر انتظامیہ افسر عبدالباسط علی نے اے ایف پی کو بتایا کہ ان دیہات کے خاندانوں کا کیا ہوا۔ اس بارے کوئی علم نہیں باسط نے کہا کہ پہلے ۵۰۰ اموات کا اندازہ تھا مگر یہ تعداد زیادہ بھی ہو سکتی ہے کیونکہ بہت سی بستیاں ۳۶ گھنٹے تک پانی میں ڈوبی رہیں۔ حکام کے مطابق گزشتہ ۲۰۰ سال کے عرصہ میں دریا کی طغیانی کی سطح اب تک کی بدترین سطح تھی۔ اسلام آباد سے ایک اطلاع کے مطابق تربت شہر کے قریب ایک ڈیم کے پھٹ جانے کی وجہ سے اچانک سیلاب آگیا۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد کے ہلاک ہونے کا خدشہ ہے۔ دریائے دشت پر بنے سیمی ڈیم کے آس پاس کے علاقہ میں ۷۰ تا ۷۵ دیہات پانی میں بہہ گئے۔ گزشتہ ۳۶ گھنٹے کے عرصہ کے دوران ہوئی بارشوں کی وجہ سے آیا سیلاب پچھلے ۲۰۰ سال میں اب تک کا بدترین سیلاب بتایا گیا ہے۔ جس نے علاقہ کے باشندوں کو اچانک آدبوچا بارشوں کی وجہ سے سیمی ڈیم میں بھاری مقدار میں پانی جمع ہو گیا جو ڈیم کے کناروں کو پار کرتا ہوا نزدیکی دیہات کو بہالے گیا۔ بلوچستان سرکار کی طرف سے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ نقصان کا مکمل جائزہ لینے کے بعد مرنے والوں کی تعداد ۵۰۰ سے بھی زائد ہو سکتی ہے۔ صوبائی داخلہ سیکرٹری سید نور احمد شاہ نے کہا کہ بھاری بارشوں کی وجہ سے مواصلاتی سسٹم درہم برہم ہو گیا ہے اور فوری طور پر نقصان کا اندازہ لگانا مشکل ہے تاہم انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ دریا کے آس پاس مٹی کے سبھی گھر بہہ گئے ہیں اور ۲۵۰ سے زائد لوگ ابھی تک لاپتہ ہیں۔

اعلان نکاح

مورخہ ۹۸۔۲۔۹ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے خاکسار کے سب سے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ ابن مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ مکرمہ امتہ الوسیع شمائلہ صاحبہ بنت مکرم سلیم احمد صاحب ناصر قادیان مبلغ ۲۱۰۰۰ (اکیس ہزار روپے) حق مہر کے عوض پڑھایا۔ اور موقع کی مناسبت سے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ مبلغ ۵۰ روپے بطور شکرانہ ادا کرتے ہوئے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔

(جاوید اقبال چیمہ قادیان)

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ابراھیم محی الدین الہ دین آف حیدر آباد کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (نائب ناظر امور عامہ قادیان)

معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

بقیہ: صفحہ (7)

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کیطرف
نیز دے توفیق تا کچھ کریں سوچ و بچار
اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کسطرح
جل گیا ہے باغ تقویٰ دین کی ہے اب اک مزار
فضل کے ہاتھوں سے اب اسوقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفان سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب و کامگار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تونہ آیا بن کے یار

آپ کی اس عاشقانہ گریہ وزاری کو سن کر خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ خدمت دین محمدؐ کا آپ سے وہ کام لیا کہ دین اسلام جو مٹ ہی چکا تھا از سر نو زندہ نظر آنے لگا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا۔ کل برکة من محمد صلی الله علیه وسلم فتبارک من علم و تعلم۔ یعنی اس کلید کامیابی کا راز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے چنانچہ آپ نے بار بار اس کا اعلان فرمایا کہ میرے اعمال اگر پہاڑوں کے برابر بھی ہوتے تب بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کے بغیر میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

یہی حقیقت عشق و تقویٰ کیلئے بمنزلہ فرقان ہے جس کے بغیر دعوےٰ عشق محض کھوکھلا دعویٰ ہے قرآن مجید کی یہ آیت اس کی زبردست مصدق ہے۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ۔ اسی عاشقانہ اتباع آنحضرت ﷺ کے باعث خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کا نشان عطا فرمایا جو مجموعہ برکات کا نشان ہے۔ جس کا فیضان قیامت تک ممتد ہے اللہم زدوبارك فيه ۔ آمین

حضور نے باوصفیکہ خود اظہار فرمایا ہے کہ آں سرور ﷺ کا مقام از خیال مادحاں بالاترے کا مقام ہے۔ لیکن عشاق کی زبان ایک خاص شان رکھتی ہے ۔ جسے پاک شاعری کہہ سکتے ہیں۔ اس سے بھی بالا مقام اُس منظوم کلام کا ہے جسے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی آسمانی سند حاصل ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سارے منظوم کلام کے بارے میں خدا تعالیٰ نے الہاماً تصدیق فرمائی ہے۔

"در کلامے تو چیز یست
کہ شعرا را درآں دخلے نیست"

کہ تیرے کلام میں وہ چیز ہے جس میں شاعروں کو کوئی دخل ہی نہیں۔ یہ توصیفی کلمات تو سارے کلام منظوم کے بارہ میں ہے آپ کا اس کے علاوہ بھی کلام ہے جس پر خدا تعالیٰ نے عشق کی ہی نہیں بلکہ عشق انگیزی کی مہر ثبت کی ہے اور اس سے مراد آپ کا وہ قصیدہ مدحیہ ہے جو حضور نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے عشق سے سرشار ہو کر لکھا جو یا عین فیض اللہ والعرفان سے شروع ہوتا ہے جسے آپ نے اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں درج فرمایا ہے۔

اس کے بارہ میں حضور کے دو جلیل القدر صحابہؓ کی دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خسر محترم تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قصیدہ یا عین فیض الله والعرفان کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اُس کے حافظہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت دی جائے گی۔

دوسری روایت حضرت پیر سراج الحق صاحب کی ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔ اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا۔ میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا"۔

(منقول از شرح قصیدہ
مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم)

یہ کوئی معمولی نشان نہیں یہ قرآن مجید کی آیت قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله کے عین مطابق ہے حضور کی تصنیف آئینہ کمالات اسلام جس کا ذکر اوپر قصیدہ کے ضمن میں آیا ہے جس میں اسلام کا حسین چہرہ ایسے دلکش انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے اس کے بارہ میں بھی حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر مندرجہ ذیل بشارتیں درج فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں ۔ ا۔ اس کتاب (آئینہ کمالات اسلام) کی تحریر کے وقت دو دفعہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تصنیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے (هذا کتاب مبارك فقوموللا جلال والا کرام) یعنی یہ کتاب مبارک ہے ۔ اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ (تذکرہ صفحہ ۲۲۳) نیز فرماتے ہیں (۔۔۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام ہے یعنی یہی کتاب اور یہ مقام جو اس وقت چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے اور آں جناب ﷺ نے اپنی انگشت مبارک اس مقام پر رکھی ہوئی ہے کہ جہاں آنحضرت ﷺ کے محامد مبارکہ کا ذکر اور آپ کی پاک اور پر اثر اور اعلیٰ تعلیم کا بیان ہے اور ایک انگشت اُس مقام پر رکھی ہوئی ہے کہ جہاں صحابہؓ کے کمالات اور صدق و صفا کا بیان ہے اور آپ تبسم فرماتے اور کہتے ہیں۔ هذا لی و هذا لاصحابی یعنی یہ تعریف میرے لئے ہے اور یہ میرے اصحاب کیلئے اور پھر بعد اس کے خواب سے الہام کی طرف میری طبیعت متنزل ہوئی اور کشفی حالت پیدا ہو گئی تو کشفاً میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس مقام میں جو خدا تعالیٰ کی تعریف ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا ظاہر کی اور پھر اُس کی نسبت یہ الہام ہوا کہ هذا الثنالی (یہ میری تعریف میں ہے)

(آئینہ کمالات صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۶ حاشیہ)

اسی طرح براہین احمدیہ اور آپ کی دیگر تصانیف حقائق و معارف روحانی خزائن ۔ خدا تعالیٰ سے زبان عربی میں کمال کا حصول۔ قرآن مجید کی جامع تفاسیر کے خزانے آپ کا سارا علم کلام جو نون والقلم وما یسطرون کا علم اخلاق اور روحانی شاہکار ہیں اور وہ خداداد قلمی کمال جس کی بنا پر خدا تعالیٰ سے سلطان القلم کا بے نظیر خطاب حاصل فرمایا یہ سب آپ کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے نظیر عشق کے رہین منت ہیں۔ دنیا میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی ان کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ اسی نعمت کا اتمام آپ پر مقام اُمتی نبی کے حصول سے ہوا۔

یارب صل علی نبیک دائماً فی
هذه الدنیا وبعث ثان

بقیہ: صفحہ (12)

سچ تج اہل سنت والجماعت کے عقائد سے انحراف کرکے محض انگریزوں کو خوش کرکے مربعے حاصل کرنے کیلئے ان فتاویٰ کا شکار ہو گئے۔ کیا یہ ان کیلئے عبرت کا مقام نہیں؟ کہ ذلیل تو مجھے کرنا چاہتے تھے۔ مگر ہو گئے خود۔

مولوی محمد حسین کی علمی پردہ دری

حضرت اقدس نے جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع فرمایا تھا اس میں حضور کا ایک الہام یہ بھی تھا کہ " اتعجب لامری "اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ یہ عبارت غلط ہے ۔ عجب کا صلہ "من" آتا ہے نہ کہ "لام" یعنی ان کے خیال میں صحیح عبارت یوں ہونی چاہئے تھی کہ اتعجب من امری اس اعتراض کا جو جواب حضرت اقدس نے حاشیہ متعلقہ صفحہ اول اشتہار ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء اور اشتہار مورخہ ۷ ار دسمبر ۱۸۹۸ء میں دیا۔ اس سے مولوی صاحب کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی۔ حضور نے اپنی تائید میں دیوان حماسہ میں سے پانچ شعر ایسے پیش کئے جن میں عجب کا صلہ لام مستعمل تھا من نہیں تھا چنانچہ ایک شعر ان میں سے یہ تھا۔

عجبت لمسراهاوانی تخلصت
الی وباب السجن دونی مغلق

یعنی "وہ معشوقہ جو عالم تصور میں میرے پاس چلی آئی۔ مجھے تعجب ہوا کہ وہ کیسے چلی آئی۔ کیونکہ میں تو ایک ایسے قید خانہ میں محبوس ہوں۔ جس کے دروازے بھی بند ہیں"۔

اب دیکھ لو۔ یہاں عجب کا صلہ "لام" ہے من نہیں۔

تصنیفات ۱۸۹۸ء

ا۔ "کتاب البریہ" اس کتاب میں جو ۲۴ر جنوری ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ اقدام قتل کا مفصل حال درج ہے اور نمونہ کے طور پر ان گالیوں کا بھی ذکر ہے جو پادریوں نے آنحضرت ﷺ کو دی تھیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر ان گالیوں کے جواب میں ہماری تحریر میں بھی کسی قدر تلخی پیدا ہو جائے۔ تو یہ ایک دکھے ہوئے دل کا غبار ہے۔

اس کتاب میں اس سوال کا بھی مفصل جواب دیا گیا ہے کہ یہ مقدمہ میرے پر کیوں بنایا گیا؟ اپنے خاندانی اور ذاتی حالات بھی اس میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور اپنے دعاوی اور دلائل بھی عیسائیت کے رد میں یہ ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کا جواب ممکن نہیں۔

۲۔ "البلاغ" اس رسالہ کا دوسرا نام فریاد درد ہے۔ یہ رسالہ زیادہ تر عیسائیوں کی دلآزار کتاب "امہات المومنین" سے متعلق ہے اس رسالہ میں حضرت اقدس نے انجمن حمایت اسلام کے اس میموریل کا ذکر فرمایا ہے۔ جو انجمن مذکور نے گورنمنٹ کی خدمت میں اس اشتعال انگیز اور سخت دل دُکھانے والی کتاب کو ضبط کرنے کے بارہ میں بھیجا تھا اور فرمایا ہے کہ اس قسم کی دلآزار کتابوں کے خطرناک اور زہریلے اثر کو دور کرنے کا ذریعہ یہ نہیں کہ گورنمنٹ کی خدمت میں ان کی ضبطی کے بارے میں میموریل بھیجے جائیں۔ کیونکہ جب ایک کتاب ملک میں شائع ہو کر اپنے بد اثرات پڑھنے والوں کے قلوب میں داخل کر چکی تو اب اس کی ضبطی کا کیا فائدہ؟ اب تو اس کا نہایت ہی نرمی اور تہذیب سے مسکت جواب لکھنا چاہئے۔

اس رسالہ میں حضور نے وہ دس شرائط بھی درج فرمائی ہیں جو جواب لکھنے والے میں پائی جانی ضروری ہیں۔ اس رسالہ کا انگریزی ایڈیشن تو فوراً شائع کر دیا گیا لیکن اردو ایڈیشن آپ کے وصال کے بعد شائع ہوا۔

۳۔ ضرورۃ الامام۔ اس کتاب میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں؟ اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے؟ ایسا ہی سچے الہام کی علامتوں اور حقیقت بیعت پر بحث کی گئی ہے اور مقدمہ انکم ٹیکس کا مفصل بیان بھی اس میں درج ہے۔

۴۔ نجم الہدیٰ۔ یہ کتاب ۲۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔ اس کے چار کالم ہیں عربی۔ اردو۔ فارسی اور انگریزی۔ گویا ایک ہی مضمون چار زبانوں میں بیان کرنے کا ارادہ تھا۔ تین زبانوں میں تو مضمون طبع ہو گیا۔ انگریزی زبان میں طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اس حالت میں یہ کتاب شائع ہو گئی۔ بعد کو انگریزی کا مضمون بھی شائع کر دیا گیا تھا جو خان بہادر ابوالہاشم خاں کا ترجمہ کیا ہوا تھا۔

اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کے اسماء محمدؐ اور احمدؐ کی حقیقت پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵۔ راز حقیقت ۔ یہ کتاب ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں بالخصوص ان کے سفر کشمیر اور قبر کا ذکر ہے جو محلہ خانیار سرینگر میں ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک اشتہار بھی درج ہے جس میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کارروائیوں کا ذکر ہے۔

۶۔ کشف الغطاء : یہ رسالہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا اس میں اپنے خاندانی حالات اور جماعت کی وفاداری کا ذکر کرکے مخالفوں کے اس غلط پروپیگنڈا کو رد کیا گیا ہے جو وہ آپ کے خلاف کر رہے تھے۔ خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے الزامات کی خوب قلعی کھولی گئی ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

☏ 01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, Thursday, 5/12th March 1998 ISSUE NO.-10-11

قادیان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

امسال رمضان المبارک سخت سردی کے مہینے میں آیا۔اس کے باوجود عشق و محبت اور ایمانی لذت اور رضائے الٰہی کے جذبات سے سرشار مومنین کی جماعت نے روزوں کو پابندی سے رکھنے کا التزام کیا محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان اور محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے مرتب کئے گئے پروگرام کے مطابق قادیان کی مساجد میں نماز تراویح بعد نماز عشاء ادا کرنے کا انتظام تھا۔ مسجد مبارک میں محترم قاری حافظ نواب احمد صاحب 'مسجد اقصیٰ میں محترم حافظ مخدوم شریف صاحب اور محترم حافظ شریف الحسن صاحب 'مسجد ناصر آباد میں محترم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر نماز تراویح پڑھاتے رہے۔ احباب و خواتین بچے بچیاں پورے احترام کے ساتھ والہانہ رنگ میں پورے مہینہ میں نمازوں میں اور نماز تراویح میں شامل ہوتے رہے۔ اور فجر کی نماز کے بعد درس حدیث تمام مساجد میں علماء کرام اپنے اپنے مقررہ وقت پر دیتے رہے۔

اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے نماز تہجد اور سحری کیلئے جگانے کا انتظام بھی تھا۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس قرآن سننے کیلئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں ٹی وی کا انتظام کیا گیا تھا جس سے احباب مستفیض ہوتے رہے اور اکثر احباب اپنے گھروں میں ہی استفادہ کرتے رہے۔

آخری عشرہ میں ۹۷ مرد اور ۱۶ مستورات کو اعتکاف بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

عید کیلئے حسب پروگرام احمدیہ گراؤنڈ میں قناتیں لگا کر مردوں اور عورتوں کیلئے عیدگاہ تیار کی گئی۔ قادیان اور اس کے اردگرد سے محنت کش مسلمان جو یوپی اور بہار کے علاقہ سے آکر کام کرتے ہیں۔ امسال بھی بڑی تعداد میں نماز عید ادا کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔

نماز عید محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھائی اور خطبہ عید میں آنمحترم نے رمضان المبارک کی برکات و فضائل اور عید الفطر کے فلسفہ پر دلنشین پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ دُعا کے بعد احباب ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر عید کی مبارکباد پیش کرتے رہے۔

امسال بھی باہر سے آنے والے تمام مہمانوں کیلئے عید گاہ کے اندر ہی کھانے کا انتظام کیا گیا تھا مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرانتظام خدام نے بہت احسن رنگ میں تمام مہمانان کرام کو کھانا کھلایا۔ اللہ تعالیٰ تمام خدام کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

(رشید الدین پاشا صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

درخواست دعا

خاکسار کے زیر تبلیغ شہر کٹک کے چند معززین ذی علم افراد ہیں ان کے قبول احمدیت کیلئے گوہالی پور (سونگڑا) کے ایک پڑھے لکھے معزز نوجوان نے احمدیت قبول کی ہے ثبات قدم کیلئے۔ خاکسار کا اکلوتا بیٹا سید منور الدین بی کام ایل ایل بی کے بہتر اور باعزت روزگار کیلئے احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(سید مذکر الدین احمد گوہالی پور اڑیسہ)

☆ عاجزہ کے بھائی بیمار ہیں ان کی کامل شفایابی کیلئے نیز عاجزہ اور عاجزہ کے بچوں کی صحت و تندرستی اور دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (نصرت جہاں بیگم اہلیہ ملک فیض احمد ہمبرگ جرمنی)

☆ مکرم عبد الماجد صاحب رضوی آف کلکتہ کے گردے کی پتھری کا اپریشن ہوا ہے موصوف ہسپتال میں داخل ہیں کامل شفایابی کاروبار میں برکت اور والدین مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

☆ خاکسارہ کی بیٹی عزیزہ عافیہ منان بنت ملک عبد المنان نے قرآن مجید کا ایک دور مکمل کیا ہے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور قرآن کے نور سے منور فرمائے۔ نیز چھوٹے بیٹے کو بھی قرآن کی برکت سے بہرہ ور کرے۔ اعانت ۵۰ مارک۔

(طیبہ بیگم اہلیہ ملک عبد المنان ہمبرگ جرمنی)

☆ محترمہ زمرہ اولیگ زادہ (یہ بوزنین بہن ہیں) دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا کی اور احمدیت کی برکتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ اعانت ۳۶ مارک۔

(امۃ القیوم والدہ طاہر احمد جرمنی)

☆ خاکسارہ کا نواسہ گم ہو گیا تھا اللہ کے فضل سے مل گیا ہے اس کی صحت و تندرستی درازی عمر نیک اور خادم دین ہونے کیلئے 'عاجزہ شدید بیمار ہے شفایابی کیلئے اور تمام افراد خاندان کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ نرگاؤں اڑیسہ)

☆ خاکسار عرصہ دراز سے بیکار ہے بہتر روزگار کیلئے والدین بہن بھائیوں کی صحت و تندرستی درازی عمر اور دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (عاشق خان نرگاؤں اڑیسہ)

ہندی رسالہ کا اجراء

نظارت نشر و اشاعت قادیان کے تعاون سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام نومبائعین کی تعلیم و تربیت کیلئے ہندی زبان میں ایک ماہانہ رسالہ شائع کیا جائے گا۔ اس کا پہلا شمارہ انشاء اللہ ماہ مئی ۹۸ء میں منظر عام پر آجائے گا۔

اس رسالہ کو ہندی زبان سے واقف نومبائعین تک پہنچانے کیلئے مجلس کو صوبائی امراء صاحبان / صدر صاحبان جماعت و مبلغین و معلمین کرام کے خاص تعاون کی ضرورت ہے جس جس علاقہ میں ہندی جاننے والے نومبائعین ہیں اُن کے پتہ جات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان کے دفتر میں بھجوادیں۔

رسالہ کا پہلا شمارہ پہنچنے کے بعد اس کی توسیع اشاعت کیلئے بھی مجلس کے ساتھ خصوصی تعاون فرمادیں نیز رسالہ کو بہتر انداز میں شائع کرنے کیلئے اپنے تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر اپنے قیمتی و تعمیری مشوروں سے نوازیں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان)

دہلی میں 13واں عالمی بک فیئر

امسال دہلی کا ۱۳واں عالمی بک فیئر ۷ تا ۱۴ فروری پرگتی میدان دہلی میں لگا۔ اللہ کے فضل سے یہ بک سٹال دعوت الی اللہ کا ایک بہترین ذریعہ بنا روزانہ مذہبی شوق رکھنے والے احباب کثرت سے ہمارے سٹال پر آکر مختلف معلومات حاصل کرتے رہے۔ بہتوں نے اپنے شکوک کا ازالہ بھی کیا۔ کافی اچھی تشہیر ہوئی تقریباً سات ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں اس موقعہ پر ڈیوٹیوں پر متعین خدام نے ابتدائی معلوماتی لٹریچر اور پمفلٹ بھی تقسیم کیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بہتر نتیجہ برآمد فرمائے۔ اور سعید روحوں کے قبول حق کا باعث بنائے۔ اس موقعہ پر مولوی سید عزیز احمد صاحب مبلغ دہلی نے پورے ایک ہفتہ بک سٹال پر خدمت سرانجام دی اور ان کی نگرانی میں خدام باری باری ڈیوٹی دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

(سید کلیم الدین احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ انچارج دہلی)

پندرہ روزہ تربیتی کلاس

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت نے سال رواں ۹۸۔۱۹۹۷ء میں پندرہ روزہ تربیتی کلاس کیلئے یکم تا پندرہ اپریل ۱۹۹۸ء تاریخ مقرر کی ہے مجالس ان مقررہ تاریخوں میں پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا اہتمام کریں۔

نصاب: سال ۹۸۔۱۹۹۷ء کیلئے بطور نصاب کتاب "راہ ایمان" مقرر کی گئی ہے کتاب کا پہلا حصہ سات تا دس سال کے اطفال کیلئے اور دوسرا حصہ گیارہ تا پندرہ سال کے اطفال کیلئے مقرر ہے۔

نوٹ: ۱۔ یہ کتاب بزبان اردو اور ہندی دفتر مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت قادیان سے قیمتاً ۱۵ روپے فی کتاب مہیا ہو سکتی ہے۔

۲۔ پندرہ روزہ تربیتی کلاس کی مقررہ تاریخوں میں تبدیلی پندرہ اپریل ۹۸ء سے پہلے پہلے محترم صوبائی قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے تحریری طور پر حاصل کرکے کی جاسکتی ہے۔

۳۔ پندرہ روزہ تربیتی کلاس کی تفصیلی رپورٹ بہر صورت ماہ اپریل ۹۸ میں ہی دفتر کو ارسال کردی جائے۔ جزاکم اللہ۔

(سیکرٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

ساگر میں ہفتہ تحریک جدید

۹۸۔۲۔۱۱ کو محترمہ فضل النساء صاحبہ کے مکان میں بعد نماز عصر ہفتہ تحریک جدید کے سلسلہ میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تمام ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی محترمہ افضل النساء کی تلاوت کے بعد مریم بی صاحبہ نے عہد دہرایا۔ ریحانہ بیگم و شاکرہ بیگم نے حمد و نعت پڑھی خاکسار نے تحریک جدید کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے تحریک جدید کا نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں پر مضمون پڑھا اور بہنوں کو پیارے آقا کے ارشادات پر چل کر تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ محترمہ سلیم النساء۔ محترمہ سکینہ بیگم محترمہ افضل النساء نے تحریک جدید کے متعلق مختلف مضامین پڑھے۔

(فہیم النساء صدر لجنہ ساگر)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

ڈیزائننگ و کمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان